# ذبح وشکار سے متعلق
# 39 فتاویٰ جات

- عورت کا جانور ذبح کرنا کیسا؟
- کیا جنگلی گدھا حلال ہے ؟
- کیا مارخور حلال ہے ؟

اس کے علاوہ بھی اور بہت کچھ ۔۔۔


مرتب وطالب العلم: عبدالماجد ظہور
عاصِم عطاری قادری جامعۃ المدینہ
فیضانِ عطار واٹر سپلائی روڈ سرگودھا

# چمگادڑ کے متعلق احکام

**مجیب**:مولانا شاکر صاحب زید مجدہ

**مصدق**:مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

**فتوی نمبر**:Sar:5206

**تاریخ اجراء**:23محرم الحرام1438ھ/25اکتوبر2016ء
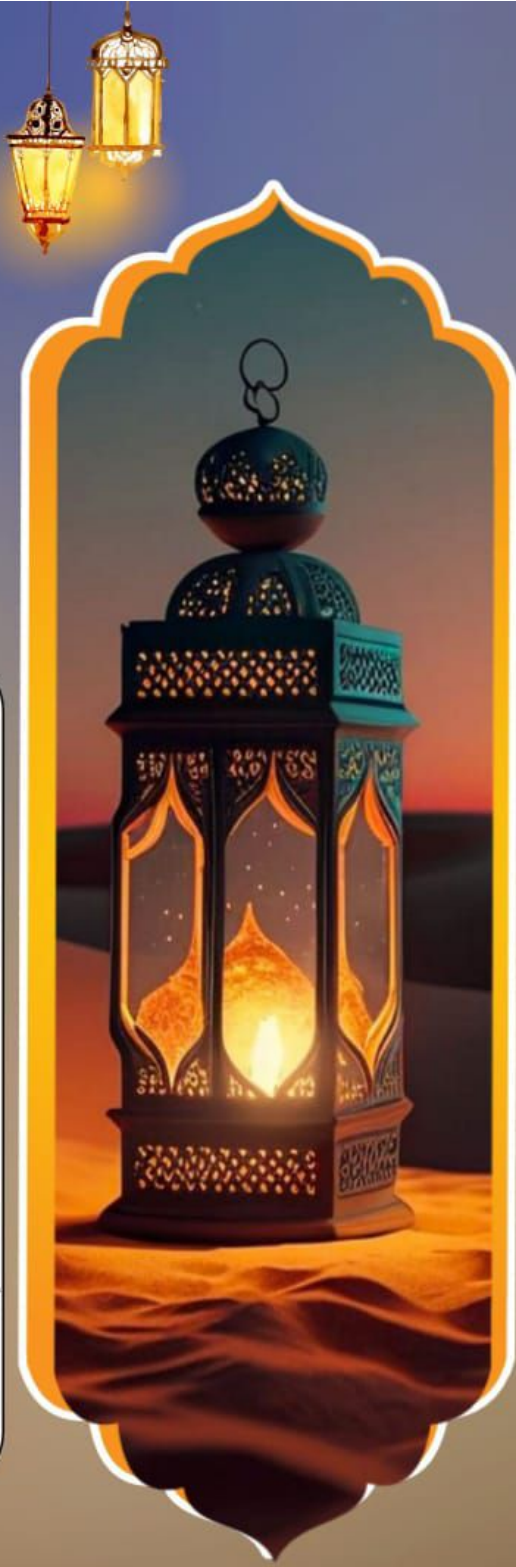
## دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چمگادڑ کھانا حلال ہے یا حرام؟اس کی بیٹ اور پیشاب پاک ہے یا ناپاک؟اگراس کی بیٹ یا پیشاب یا وہ خود پانی میں گر جائے تو پانی پاک رہے گا یا ناپاک؟اگر یہ پانی میں گر کر مر جائے اور وقت معلوم نہ ہو کہ کب گر کر مری ہے تو اس پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کا اور نمازوں کا کیا حکم ہو گا جو اس پانی سے وضو کر کے پڑھی ہیں؟

سائل:مولانا عمر فاروق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

چمگادڑ ماکول اللحم پرندوں میں سے ہے،اس کی بیٹ اور پیشاپ پاک ہے لہذا اگر اس کی بیٹ یا پیشاب یا یہ خود پانی میں گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہو گا اگر چہ اس کا منہ پانی میں پڑ جائے بشرطیکہ یہ زندہ نکل آئے اور اس کے بدن پر ظاہری نجاست نہ ہو،اور اگر وہ پانی میں گر کے مر جائے یا اس کے جسم پر کوئی ظاہری نجاست ہو تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔

اگر گر کر مرنے کا وقت معلوم ہے تو اسی وقت سے پانی کو ناپاک تصور کیا جائے گا اور ان نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا جو اس پانی سے وضو کر کے ادا کی گئیں اور جس کپڑے یا بدن وغیرہ کے حصہ کو ایک درہم کی مقدار یا اس سے زائد لگا انہیں بھی پاک کرنا ہو گا اور اگر گر کر مرنے کا وقت معلوم نہیں تو جب سے مرا ہوا دیکھا ہے تب سے وہ پانی ناپاک قرار دیا جائے گا،اس سے پہلے نہیں اگر چہ وہ پہلے کا مرا ہوا ہو۔لہذا دیکھنے سے پہلے جو وضو کر کے نمازیں ادا کی گئیں وہ ادا ہو گئیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# مچھلی کے شکار کے لیے زندہ کیڑے کانٹے میں چڑھانا کیسا؟

**مجیب:** مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

**فتوی نمبر:** Pin:4848

**تاریخ اجراء:** 21 محرم الحرام 1438ھ/23 اکتوبر 2016ء

## دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مچھلی پکڑنے کے لئے مختلف قسم کے زندہ کیڑے ،اور کیچوے کانٹے کے اوپر چڑھادئے جاتے ہیں، شریعت اس کے متعلق کیا کہتی ہے ؟

سائل: گل خان عطاری (پشاور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

دریافت کی گئی صورت میں کیچوے یا کسی بھی قسم کے زندہ کیڑے کو کانٹے کے اوپر چڑھاکر مچھلی کا شکار کرنا ناجائز و ممنوع ہے، کیونکہ اس میں انکو بلاوجہ تکلیف دینا ہے، اور اسلام نے ہمیں اس چیز سے منع کیا ہے، ہاں انکو احسن طریقے سے مار لیا جائے، اسکے بعد ان سے شکار کرنے میں حرج نہیں، لیکن یاد رہے ! ان سے شکار کی ہوئی مچھلی بہر صورت حلال ہی ہو گی۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# کیا جنگلی گدھا حلال ہے؟

**مجیب:** مفتی ہاشم صاحب مدظلہ العالی

**فتوی نمبر:** lar:5951

**تاریخ اجراء:** 17 محرم الحرام 1438ھ/19 اکتوبر 2016ء

## دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جنگلی گدھا حلال ہے یا نہیں؟

سائل: محمد ثاقب عطاری (ستوکی، ضلع و تحصیل قصور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حمار وحشی یعنی جنگلی گدھا حلال ہے

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# کیا بطخ کا گوشت کھانا حلال ہے؟

**مجیب:** محمد عرفان مدنی عطاری

**فتوی نمبر:** WAT-1123

**تاریخ اجراء:** 01ربیع الاول1444ھ/28ستمبر2022ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا بطخ حلال ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بطخ بالاجماع حلال ہے، لہذا ذبح شرعی کے بعد اس کا گوشت کھانا بلاشبہ جائز ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے" وما لا مخلب له من الطير فالمستأنس منه كالدجاج والبط۔۔۔حلال بالإجماع"ترجمہ: پرندوں میں سے جو پنجے والے نہ ہوں، ان میں سے مانوس پرندے مثلاً مرغی اور بطخ بالاجماع حلال ہیں۔(بدائع الصنائع، کتاب الذبائح والصیود، ج5، ص39، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

تفسیر صراط الجنان میں ہے"ہماری شریعت میں گائے بکری کی چربی اور اونٹ، بطخ اور شتر مرغ حلال ہیں، اسی پر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ تعالی عنہم کا اجماع ہے۔"(صراط الجنان، ج3، ص231، مکتبۃ المدینہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# مارخور حلال ہے یا حرام؟

**مجیب:** مفتی علی اصغر صاحب مدظلہ العالی

**تاریخ اجراء:** ماہنامہ فیضان مدینہ محرم الحرام 1441ھ

## دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مارخور حلال جانور ہے یا حرام؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مارخور بکرے سے بڑا ایک جنگلی جانور اور گھاس پھونس کھانے والا چوپایہ ہے، یہ حلال ہے، اس کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں جب کوئی چوپایا ایسا ہو کہ نہ تو ذی ناب (حرام چوپایوں کے جو دو دانت باہر نکلے ہوتے ہیں وہ انیاب کہلاتے ہیں) ہو یا ذی ناب تو ہو لیکن اس سے شکار نہ کرتا ہو جیسا کہ اونٹ اور نہ ہی مردار خور ہو تو وہ حلال ہوتا ہے اور مارخور میں یہ دونوں وصف پائے جاتے ہیں۔

(درمختار، ج9، ص620 ملتقطاً، فتاوی رضویہ، ج20، ص313)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# جانور ذَبح کرتے وقت تکبیر بھول جائے تو

**مجیب:** مفتی فضیل صاحب مدظلہ العالی

**تاریخ اجراء:** ماہنامہ فیضان مدینہ جنوری 2018ء

## دَارُالاِفْتَاء اَہْلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں عُلَمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی مسلمان جانور ذَبح کرتے وقت تکبیر کہنا بھول جائے تو اُس ذَبح کردہ جانور کا گوشت کھانا حلال ہے یا نہیں؟

(سائل: قاری ماہنامہ فیضانِ مدینہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر واقعی کوئی جانور ذَبح کرتے وقت تکبیر کہنا بھول جائے تو حرج نہیں، اُس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# ایسا گوشت کھانا کیسا جو مسلمان کی نظر سے اوجھل ہوا ہو؟

**مجیب:** مفتی ہاشم صاحب مدظلہ العالی

**فتوی نمبر:** Lar:6291-b

**تاریخ اجراء:** 17 جمادی الاول 1438ھ/15 فروری 2017ء

## دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میں AUSTRALIA میں رہتا ہوں، یہاں ایک مسلمان گوشت فروش ہے۔ وہ سلاٹر ہاوس میں جا کر بکرے اور گائے ہاتھ سے چھری پکڑ کر تکبیر پڑھ کر ذبح کرتا ہے۔ سلاٹر ہاوس کفار (غیر کتابیوں) کی ملکیت ہے۔ جو جانور وہ مسلمان ذابح نے ذبح کیے ہوتے ہیں، ان کو کھال اتار کر نمبر الاٹ کر کے سلاٹر ہاوس میں سرد خانے میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر چوبیس گھنٹے بعد مسلمان گوشت فروش وہ سالم ذبح شدہ جانور وہاں سے خرید کر لاتے ہیں، اور مسلمانوں کو بیچتے ہیں۔ مسلمان قصابوں کے بقول ان کے ذبح شدہ جانور (جن پر نمبر الاٹ کیے جاتے ہیں) وہ کفار کے ذبح کیے ہوئے جانوروں کے ساتھ تبدیل ہو جائیں ایسا نہیں ہوتا، سرد خانے وغیرہ پر مامور بھی تمام مزدور غیر مسلم (غیر کتابی) ہوتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ یہ وہی جانور ہیں جنہیں مسلمان ذابح نے ذبح کیا ہے۔ شرعی رہنمائی فرمائیں!

(1) کیا مذکورہ بالا جانور جن پر نمبر الاٹ کیے جاتے ہیں مسلمان گوشت فروشوں کو یہ خریدنا جائز ہے؟

(2) ان گوشت فروشوں کا یہ گوشت عام مسلمان کو بیچنا کیسا ہے؟

سائل: محمد کامران عطاری (Australia)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1،2) صورت مسئولہ میں مسلمان گوشت فروشوں کا مذکورہ بالا ذبح شدہ جانور جن پر نمبر الاٹ کیے جاتے ہیں ان کو خریدنا، کھانا اور مسلمانوں کو بیچنا جائز نہیں کیونکہ حیوان جب تک زندہ تھا وہ حرام تھا اور مسلمان کے ذبح شرعی سے وہ حلال ہو گیا لیکن مسلمان تک پہنچنے میں اس ذبح شرعی کا ثبوت یقینی نہیں بلکہ اس میں شک ہے کیونکہ ممکن ہے کفار اسی طرح کی مہر کسی اور جانور کو لگا کر وہ مسلمانوں کو بیچ دیں، لہذا جب اس کے حرام ہونے کا یقین حاصل ہے اور حلال ہونے میں شک ہے تو یہ حرام ہی کہلائے گا کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا، نیز سرد خانے کے محافظ مزدوروں کی خبر اس بارے میں معتبر نہیں کہ وہ کافر غیر کتابی ہیں اور کافر غیر کتابی کی خبر دیانت یعنی حلال و حرام میں معتبر نہیں۔ البتہ اگر مسلمان ذابح کے وقت ذبح سے وقت خریداری تک وہ گوشت مسلمان کی نگرانی میں رہے، بیچ میں کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہو، اور یوں اطمینان کافی حاصل ہو کہ یہ مسلمان کا ذبیحہ ہے تو اس کا خریدنا، بیچنا اور کھانا جائز و حلال ہو گا۔

وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُه اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# کیا جھینگا کھانا حلال ہے؟

**مجیب:** مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

**فتوی نمبر:** Pin:4897

**تاریخ اجراء:** 11 صفرالمظفر 1438ھ/12 نومبر 2016ء

## دَارُالاِفْتَاء اَہْلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جھینگا کھانا حلال ہے یا نہیں؟

سائل: محمد حسنین عطاری (ٹیمپنچ بھاٹہ، راولپنڈی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

جھینگا کھانے سے بچنا بہتر ہے، کیونکہ پانی کے جانوروں میں مچھلی کے سوا تمام جانور حرام ہیں، اور جھینگے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، کہ آیا یہ مچھلی ہے یا نہیں، جو مچھلی ہونے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک جائز، اور جو مچھلی تسلیم نہیں کرتے ان کے نزدیک ناجائز، تو اس اختلاف سے بچنے کے لئے نہ کھانا بہتر ہے۔

وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُه اَعۡلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

# Octopus کھانا جائز ہے یا نہیں؟

**مجیب:** مولانا نوید چشتی صاحب زید مجدہ

**مصدق:** مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

**فتوی نمبر:** Pin:4887

**تاریخ اجراء:** 29 صفر المظفر 1438ھ/30 نومبر 2016ء

## دَارُالْاِفْتَاءاَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ Octopus کھانا جائز ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمادیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

Octopus پانی کے جانداروں میں سے ایک جاندار ہے، اس کو عربی میں اخطبوط کہتے ہیں، اس کی کئی ٹانگیں ہوتی ہیں اور جڑوں کی طرح کافی پھیلی ہوتی ہیں، اسی وجہ سے جس برائی، گناہ یا عیب نے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہو اس کو بھی اہل عرب کے نزدیک اخطبوط کہا جاتا ہے جیسے اردو میں ناسور کا لفظ بولا جاتا ہے۔ بہر حال Octopus کا کھانا ناجائز و حرام ہے کہ پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی کھانا حلال ہے اس کے علاوہ پانی کے باقی سب جاندار حرام ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

# سیہہ اور مور حلال ہے یا حرام؟

**مجیب:** مولانا شاکر صاحب زید مجدہ

**مصدق:** مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

**فتوی نمبر:** Sar:5196

**تاریخ اجراء:** 21 محرم الحرام 1438ھ/23 اکتوبر 2016ء

## دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سیہہ (وہ جانور ہے جس کی پشت پر نوکدار کانٹے موجود ہوتے ہیں) اور مور کھانا حلال ہے یا حرام؟

سائل: محمد طارق (فیصل آباد)

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سیہہ کھانا حرام ہے، جب کہ مور حلال ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# غسل فرض ہونے کی حالت میں جانور ذبح کرنا کیسا؟

**مجیب:** ابو صدیق محمد ابوبکر عطاری

**فتوی نمبر:** WAT-1349

**تاریخ اجراء:** 19 جمادی الاخریٰ 1444ھ/12 جنوری 2023ء

## دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا حالت جنابت میں جانور ذبح کر سکتے ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی ہاں حالت جنابت میں جانور ذبح کر سکتے ہیں کہ ذبح کے لیے ذبح کرنے والے کی طہارت شرط نہیں نیز وہ جانور بھی حلال ہوگا بشرطیکہ درست ذبح ہو اور حرمت کی کوئی اور وجہ نہ ہو، البتہ بہتر یہی ہے کہ پاک ہو کر ذبح کیا جائے کیونکہ ذبح عبادت الٰہی ہے جس سے خاص اُس کی تعظیم چاہی جاتی ہے پھر اُس میں تسمیہ و تکبیر ذکرِ الٰہی ہے تو بعد طہارت اولٰی ہے اگرچہ ممانعت اب بھی نہیں۔ سیدی اعلی حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں: "اور غسل نہ اُترنے کو ذبیحہ ناجائز ہونے سے کیا علاقہ! طہارت شرط ذبح نہیں، جنب کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی درست ہے۔۔۔۔۔۔ہاں یہ اور بات ہے کہ بحال جنابت بلاضرورت ذبح نہ چاہئے کہ ذبح عبادت الٰہی ہے جس سے خاص اُس کی تعظیم چاہی جاتی ہے پھر اُس میں تسمیہ و تکبیر ذکرِ الٰہی ہے تو بعد طہارت اولٰی ہے اگرچہ ممانعت اب بھی نہیں۔

دُرمختار میں ہے: لا یکرہ النظر الی القرآن لجنب کما لا تکرہ ادعیۃ ای تحریما والا فالوضوء لمطلق الذکر مندوب وترکہ خلاف الاولی "ترجمہ: جنبی کے لئے دُعائیں پڑھنے کی طرح قرآن پاک کو دیکھنا بھی مکروہ نہیں یعنی مکروہ تحریمی نہیں، ورنہ مطلق ذکر کے لئے وضو کرنا مستحب ہے اور اس کا چھوڑنا خلافِ اولٰی ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد4، صفحہ324تا326، رضا فاونڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ سیدی مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالی سے فتاوی امجدیہ میں سوال ہوا کہ: "جنبی مرد یا عورت اور نابالغ لڑکے کو جانور ذبح کرنا درست ہے یا نہیں؟" تو اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا: "درست ہے جبکہ ذبح کرنا جانتے ہوں۔" (فتاوی امجدیہ، جلد2، حصہ3، صفحہ300، مکتبہ رضویہ، کراچی)

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# ذبح کرتے وقت جانور کی گردن کٹ جائے تو اس جانور کا گوشت کھانا کیسا؟

**مجیب:** ابوالفیضان عرفان احمد مدنی

**فتوی نمبر:** WAT-1201

**تاریخ اجراء:** 28ربیع الاول1444ھ /25اکتوبر2022ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی حلال جانور ذبح کرتے وقت اگر گردن ساری کٹ جائے، تو کیا اس جانور کا گوشت کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے، یہ مکروہ وممنوع ہے کہ جانور کو بلاوجہ ایذا دینا ہے لیکن جانور حلال ہے، لہذا اسے کھا سکتے ہیں کہ یہ کراہت اس کے فعل میں ہے، اس کی وجہ سے جانور کے گوشت میں کوئی کراہت نہیں۔

ہدایہ میں ہے "ومن بلغ بالسکین النخاع أو قطع الرأس کرہ لہ ذلک وتؤکل ذبیحتہ"۔۔۔ وھذا لأن في جمیع ذلک وفي قطع الرأس زیادۃ تعذیب الحیوان بلا فائدۃ وھو منھي عنہ. والحاصل: أن ما فیہ زیادۃ إیلام لا یحتاج إلیہ في الذکاۃ مکروہ" ترجمہ: جانور کو ذبح کرتے ہوئے چھری حرام مغز تک پہنچادی یا سر جدا کر دیا تو یہ مکروہ ہے، البتہ ذبیحہ کھایا جائے گا، اور مذکورہ فعل میں کراہت اس وجہ سے ہے کہ چھری حرام مغز تک پہنچانے یا سر جدا کرنے میں حیوان کو بلاوجہ زیادہ تکلیف دینا ہے جو کہ ممنوع ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ ذبح میں ہر وہ غیر ضروری کام جس میں زیادہ تکلیف ہو، مکروہ ہے۔ (ہدایہ، کتاب الذبائح، ج4، ص350، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اوس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔" (بہار شریعت، ج3، حصہ15، ص315، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# بوقت ذبح اللہ تعالی کا نام لینا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

**مجیب:** ابورجا محمد نور المصطفیٰ عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** WAT-889

**تاریخ اجراء:** 10 ذیقعدۃ الحرام 1443ھ /10 جون 2022ء

## دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

اگر کوئی مسلمان غیر قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالی کا نام لینا بھول جائے اور اللہ تعالی کا نام لیے بغیر ذبح کر ڈالے تو ذبیحہ حلال ہے یا حرام نیز یہ بھی ارشاد فرمادیں اگر قربانی میں یہی صورت پیش آجائے تو کیا حکم ہو گا؟ جواب عنایت فرمادیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

جانور چاہے قربانی کا ہو یا غیر قربانی کا ہو، اس کے ذبح کے ذریعے حلال ہونے کے لیے اس پر بوقت ذبح اللہ تعالی کا نام لینا ضروری ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے جان بوجھ کر اللہ تعالی کا نام لینا ترک کیا تو جانور حلال نہ ہو گا۔ لیکن اگر بوقت ذبح، اللہ تعالی کا نام لینا بھول جائے تو اس صورت میں جانور حلال ہو جائے گا اور قربانی کا جانور ہو تو قربانی بھی درست ہو جائے گی۔

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہ اَعۡلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# عورت کا جانور ذبح کرنا کیسا

**مجیب:** ابوالحسن جمیل احمد غوری العطاری

**فتوی نمبر:** Web-352

**تاریخ اجراء:** 06ذوالحجۃ الحرام1443ھ /06جولائی2022ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا عورت جانور ذبح کر سکتی ہے؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

مسلمان عورت کے لیے جانور ذبح کرنا، جائز ہے جبکہ صحیح طرح ذبح کر سکتی ہو۔

وَ اللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہ اَعۡلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# الیکٹرک چھری سے جانور ذبح کرنا

**مجیب:** مولانا محمد انس رضا عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** WAT-549

**تاریخ اجراء:** 12 رجب المرجب 1443ھ /14 فروری 2022ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

جانور کو بسم اللہ پڑھ کر الیکٹرک چھری سے ذبح کیا تو وہ حلال ہو گا یا نہیں؟ الکیٹرک چھری کا انداز یہ ہے کہ اس کے پیچھے والا حصہ استری کی مثل ہے اور آگے اس کے چھری لگی ہوئی ہے، جب اس کا سوئچ بجلی میں لگاتے ہیں تو چھری چلنا شروع ہو جاتی ہے اور وہ خود جانور ذبح کرتی ہے، کسی انسان کی طاقت اس میں شامل نہیں ہوتی۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اسلام نے ذبح کی کچھ شرائط بیان کی ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں: ذبح کرنے والا، صاحب عقل و شعور ہو اور وہ مسلمان یا کم از کم کتابی ہو اور وہی ذبح کا مباشر ہو یعنی اپنے قصد و اختیار سے جانور کے گلے کی رگیں کاٹے اور وقت ذبح ، ذبح کرنے والا خود اللہ تعالیٰ کا نام لے، قصداً نام خدا لینا ترک نہ کرے۔

جبکہ الیکٹرک چھری سے ذبح کرنے کی صورت میں مشینی ذبح کی طرح جانور کے گلے کی رگیں کاٹنے والا کوئی صاحب عقل و شعور مسلمان یا کتابی نہیں ہوتا بلکہ ذبح کرنے والی ایک بے جان چیز ہے، لہذا الیکٹرک چھری سے ذبح کیا ہوا جانور دیگر مشینی ذبیحوں کی طرح حرام و مردار ہو گا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# بوقت ذبح گائے کے پیٹ سے نکلنے والے بچے کو ذبح کرنا

**فتوی نمبر:** WAT-130

**تاریخ اجراء:** 27صفر المظفر1443ھ /05اکتوبر2021ء

## دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

بوقت ذبح گائے کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلا تو لوگ کہتے ہیں کہ اس کا گوشت کھانا حرام ہے، بعض کہتے ہیں کہ جب تک گھاس نہ کھالے اس وقت تک ذبح نہیں کرسکتے، اس بارے میں کچھ رہنمائی فرمادیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

گائے کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلا ہو تو اسے فورا بھی ذبح کرسکتے ہیں، یہ کہنا کہ: "جب تک وہ گھاس نہ کھائے اس وقت تک ذبح نہیں کرسکتے" یہ درست نہیں ہے، اور اگر گائے کے ایسے بچے کو فوراذبح کر دیا جائے تو اس کا گوشت کھانا بھی جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور قربانی کے علاوہ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو اگر اس بچے کو رکھنا چاہیں تاکہ بڑا ہو جائے تو اسے ذبح نہ کرنا بھی جائز ہے۔ اور قربانی کے جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو اسے ذبح کر دے اور اس کا گوشت اپنے استعمال میں لاسکتے ہیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# بندوق کی گولی سے حلال جانور کا شکار کرنا

**مجیب:** مولانا محمد علی عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** WAT-2738

**تاریخ اجراء:** 01 ذیقعدۃ الحرام 1445ھ / 10 مئی 2024ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

بندوق کی گولی سے حلال جانور کا شکار کریں، تو کیا شکار حلال ہو جائے گا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

بندوق کی گولی سے شکار کیا اور جانور اسی سے مر جائے، تو اس طرح جانور حلال نہیں ہو گا، اگرچہ بندوق چلاتے وقت تکبیر بھی پڑھی ہو، البتہ اگر گولی لگنے کے بعد اسے زندہ پکڑ لیا اور ذبحِ شرعی کر دیا، تو پھر جانور حلال ہو جائے گا۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "بندوق کی گولی دربارہ حلتِ صید حکمِ تیر میں نہیں، اس کا مارا ہوا شکار مطلقاً حرام ہے کہ اس میں قطع و خرق نہیں، صدم و دق و کسر و حرق ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 343، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "اگر زندہ پایا اور ذبح کر لیا، ذبح کے سبب حلال ہو گیا، ورنہ ہرگز نہ کھایا جائے، بندوق کا حکم تیر کی مثل نہیں ہو سکتا، یہاں آلہ وہ چاہیے جو اپنی دھار سے قتل کرے، اور گولی چھرے میں دھار نہیں، آلہ وہ چاہیے جو کاٹ کرتا ہو، اور بندوق توڑتی ہے نہ کہ کاٹ۔ (فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 347، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# مرغی ذبح کرنے کے بعد پیٹ چاک کرنے سے پہلے گردن الگ کرنا

**مجیب:** مولانا محمد ماجد رضا عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** Web-1540

**تاریخ اجراء:** 01 رمضان المبارک 1445ھ / 14 مارچ 2024ء

## دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا مرغی کاٹتے وقت اس کا پیٹ کاٹے بغیر اس کی گردن پوری علیحدہ کر دیں تو وہ مرغی کھانا حلال ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اگر مرغی شرعی طریقے سے ذبح کر دی گئی ہے تو وہ حلال ہے اب چاہے اس کی گردن پہلے کاٹی جائے یا پیٹ وہ بہر صورت حلال ہی رہے گی۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# بنگش مچھلی اور مارلن مچھلی حلال ہے یا حرام؟

**مجیب:** مولانا محمد سعید عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** WAT-2390

**تاریخ اجراء:** 11 رجب المرجب 1445ھ / 23 جنوری 2024ء

## دارالافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

## سوال

بنگش مچھلی اور مارلن مچھلی حلال ہے یا حرام؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

بنگش مچھلی اور مارلن مچھلی کھانا حلال ہے کیونکہ یہ مچھلی ہی ہیں اور مچھلی کی تمام اقسام حلال ہیں۔

ملتقی الأبحر میں ہے:"ولا یؤکل من حیوان الماء الا السمک بأنواعه"ترجمہ: اور پانی کے جاندار کو نہیں کھا سکتے سوائے مچھلی اپنی تمام اقسام کے ساتھ۔(مجمع الأنھر شرح ملتقی الأبحر، ج2، ص514، دار احیاء التراث)

در مختار میں ہے:"(وحل الجراد وأنواع السمک بلا ذکاۃ)"ترجمہ: ٹڈی اور مچھلی اپنی تمام اقسام سمیت بلا ذبح شرعی حلال ہیں۔(درمختار مع ردالمحتار، ج6، ص307، دار الفکر)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# جانور یا پرندے کے دودھ پیتے بچے کو ذبح کرنا

**مجیب:** مولانا محمد نوید چشتی عطاری

**فتوی نمبر:** WAT-2371

**تاریخ اجراء:** 01رجب المرجب1445ھ/13جنوری2024ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا چھوٹی عمر کے جانور یا پرندے کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے؟ چھوٹی عمر کے جانور سے مراد وہ جانور جو ابھی دودھ پیتا ہو۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

چھوٹی عمر کے حلال جانور اور پرندے کو اگر شرعی طریقہ کار کے مطابق ذبح کر دیا جائے تو ان کا گوشت کھانا، جائز و حلال ہے۔

البتہ! یہاں یہ مسئلہ بھی یاد رہے کہ قربانی، عقیقے، بدنہ اور دم وغیرہ میں مخصوص عمر کے جانور کو ذبح کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مخصوص عمر سے کم عمر والے جانور کو ذبح کرنا کفایت نہیں کرے گا۔

بدنہ و دم سے مراد وہ خاص جانور جسے حج و عمرہ میں ہونے والی غلطی کی وجہ سے کفارے کے طور پر ذبح کیا جاتا ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# مار کر پکڑی جانے والی مچھلی حلال ہے یا نہیں؟

**مجیب:** مولانا محمد سعید عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** WAT-2140

**تاریخ اجراء:** 17ربیع الثانی1445ھ /02نومبر2023ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

ہم بھالے سے مچھلی کو مار کر پکڑتے ہیں تو کیا اس مچھلی کا کھانا حلال ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سوال میں بیان کردہ طریقے سے پکڑی گئی مچھلی کا کھانا حلال ہے۔ البتہ طریقہ ایسا اختیار کرنا چاہیے جس سے مچھلی کو کم سے کم تکلیف ہو۔ تبیین الحقائق میں ہے:"قال الأتقاني منها إذا ضربها رجل فقطع بعضها يحل المبان والمبان منه لأنه مات بآفة ظاهرة والمبان من الحي، وإن كان ميتة لكن حل المبان هناك لأن ميتة السمك حلال بالحديث"ترجمہ: اتقانی نے کہا کہ حلال طریقوں میں سے ہے کہ اگر کسی نے مچھلی کو ضرب لگائی جس سے اس کا بعض حصہ کٹ کر علیحدہ ہو گیا تو جو علیحدہ ہوا، وہ بھی حلال اور جس سے علیحدہ ہوا، وہ بھی حلال کیونکہ یہ بھی ظاہری آفت کی وجہ سے مری ہے، اور زندہ سے جو حصہ علیحدہ ہو جائے وہ اگرچہ مردار ہوتا ہے لیکن یہاں علیحدہ حصہ حلال ہے کہ مردہ مچھلی حدیث کی رو سے حلال ہے۔(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیۃ الشلبي، ج5، ص297، المطبعۃ الکبری الأمیریۃ)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

# ہندو کی ذبح کی ہوئی مرغی مسلمان کھا سکتا ہے؟

**مجیب:** ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** Nor-13004

**تاریخ اجراء:** 11 ربیع الاول 1445ھ / 28 ستمبر 2023ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حلال جانور جیسے مرغی اگر کوئی ہندو ذبح کرے، تو کیا مسلمان اسے کھا سکتا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

**کافر غیر کتابی کا ذبیحہ مردار ہے، اگرچہ وہ اللہ عزوجل کا نام لے کر ہی جانور کو ذبح کرے، لہذا ہندو اگر کوئی حلال جانور مثلاً مرغی وغیرہ ذبح کرے تو بلاشبہ وہ جانور مردار ہے، اس کا کھانا مسلمان کے لیے جائز نہیں۔**

کافر غیر کتابی کا ذبیحہ حلال نہیں۔ جیسا کہ تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: "(لا) تحل (ذبیحۃ) غیر کتابی من (وثنی ومجوس ومرتد)" یعنی غیر کتابی یعنی مجوسی، ستارہ پرست، اور مرتد کا ذبیحہ حلال نہیں۔ (الدر المختار مع الرد المحتار، کتاب الذبائح، ج 09، ص 497، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ "ذبح کس شخص کا جائز اور کس کا ناجائز ہے؟" آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: "جن، **مرتد، مشرک، مجوسی**، مجنون، ناسمجھ اور اس شخص **کا** جو قصداً تکبیر ترک کرے **ذبیحہ حرام و مردار ہے۔**" (فتاوی رضویہ، ج 20، ص 242، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "دونوں میں جو کوئی قصداً تکبیر نہ کہے گا جانور حرام ہو جائے گا، یونہی **اگر ان میں کوئی کافر مشرک تھا تو بھی ذبیحہ مردار ہو گیا۔**" (فتاوی رضویہ، ج 20، ص 215، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

فقیہ اعظم محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمہ کافر کے ذبیحہ سے متعلق کیے گئے سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "(صورتِ مسئولہ میں) یہ بکری حلال نہیں ہوئی بلکہ حرام ہے، کیونکہ مسلمان کی ذبح کی ہوئی نہیں ہے۔" (فتاوی نوریہ، ج 03، ص 400، دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ)

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہ اَعۡلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# بندوق سے شکار کرنے کا حکم

**مجیب:** مولانا سید مسعود علی عطاری مدنی زید مجدہ

**فتوی نمبر:** Web:42

**تاریخ اجراء:** 15 جمادی الاولی 1442ھ/31 دسمبر 2020ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر ہرن کا شکار کرتے ہوئے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر گولی ماری جائے لیکن پھر ڈھونڈنے سے پہلے ہی ہرن مر جائے تو کیا وہ ہرن حلال ہو جائے گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی نہیں! پوچھی گئی صورت میں وہ ہرن حلال نہیں ہو گا۔ ہاں اگر گولی لگنے کے بعد اسے زندہ پکڑ لیا اور ذبح شرعی کر دیا تو پھر حلال ہو جائے گا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "بندوق کی گولی دربارہ حلتِ صید حکمِ تیر میں نہیں، اس کا مارا ہوا شکار مطلقاً حرام ہے کہ اس میں قطع و خرق نہیں، صدم ودق وکسر وحرق ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 343، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: "اگر زندہ پایا اور ذبح کر لیا، ذبح کے سبب حلال ہو گیا، ورنہ ہر گز نہ کھایا جائے، بندوق کا حکم تیر کی مثل نہیں ہو سکتا، یہاں آلہ وہ چاہیے جو اپنی دھار سے قتل کرے، اور گولی چھرے میں دھار نہیں، آلہ وہ چاہیے جو کاٹ کرتا ہو، اور بندوق توڑتی ہے نہ کہ کاٹ۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 347، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

شکار سے متعلق یہ مسئلہ ذہن نشین رہے کہ محض تفریح کے لیے شوقیہ شکار کرنا، جائز نہیں۔ ہاں اگر واقعی کھانے یا دوا یا کسی اور نفع مثلاً تجارت کے لئے یا کسی ضرر کو دور کرنے کے لئے ہو تو جائز ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”شکار کہ محض شوقیہ بغرض تفریح ہو، جسے ایک قسم کا کھیل سمجھا جاتا ہے و لہذا شکار کھیلنا کہتے ہیں، بندوق کا ہو خواہ مچھلی کا، روزانہ ہو خواہ گاہ گاہ، مطلقاً باتفاق حرام ہے۔ حلال وہ ہے جو بغرض کھانے یا دوا یا کسی اور نفع یا کسی ضرر کے دفع کو ہو۔ آج کل بڑے بڑے شکاری جو اتنی ناک والے ہیں کہ بازار سے اپنی خاص ضرورت کے کھانے یا پہننے کی چیزیں لانے کو جانا اپنی کسر شان سمجھیں، یا نرم ایسے کہ دس قدم دھوپ میں چل کر مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہونا مصیبت جانیں، وہ گرم دوپہر، گرم لو میں گرم ریت پر چلنا اور ٹھہرنا، اور گرم ہوا کے تھپیڑے کھانا گوارا کرتے اور دو دو پہر دو دو دن شکار کے لئے گھر بار چھوڑے پڑے رہتے ہیں کیا یہ کھانے کی غرض سے جاتے ہیں، حاشا و کلا بلکہ وہی لہو ولعب ہے اور بالاتفاق حرام، ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ ان شکاریوں سے اگر کہیے مثلاً مچھلی بازار میں ملے گی وہاں سے لے لیجئے ہرگز قبول نہ کرسکیں گے، یا کہیے کہ اپنے پاس سے لائے دیتے ہیں، کبھی نہ مانیں گے بلکہ شکار کے بعد خود اس کے کھانے سے بھی چنداں غرض نہیں رکھتے بانٹ دیتے ہیں، تو یہ جانا یقیناً وہی تفریح و حرام ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد20، صفحہ 341، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اور لکھتے ہیں: ”کسی جانور کا شکار اگر غذا یا دوا یا دفعِ ایذاء یا تجارت کی غرض سے ہو جائز ہے اور جو تفریح کے لئے ہو جس طرح آج کل رائج ہے اور اسی لئے اسے شکار کھیلنا کہتے اور کھیل سمجھتے ہیں، اور وہ جو اپنے کھانے کے لئے بازار سے کوئی چیز خرید کر لانا عار جانیں، دھوپ اور لو میں خاک اڑاتے اور پانی بجاتے ہیں، یہ مطلقاً حرام ہے۔۔۔ یہ سب اس فعل کی نسبت احکام تھے، رہی شکار کی ہوئی مچھلی اس کا کھانا ہر طرح حلال ہے اگرچہ فعل شکار ان ناجائز صورتوں سے ہوا ہو۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد20، صفحہ 343، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# کیکڑا کا سوپ پینا کیسا؟

**مجیب:** مولانا شفیق صاحب زید مجدہ

**مصدق:** مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

**فتوی نمبر:** Aqs:1428

**تاریخ اجراء:** 08صفر المظفر1440ھ/18اکتوبر2018ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مجھے دمہ کا مرض ہے اور اس کے علاج کے لیے ایک حکیم صاحب نے کہا ہے کہ آپ کیکڑا استعمال کریں، اس کا سوپ پیا کریں آپ کے لیے مفید ہے، تو اس بارے میں رہنمائی فرمائیں کہ کیکڑا استعمال کرنا کیسا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

کیکڑا کھانا یا اس کا سوپ پینا دونوں حرام ہیں اور بطور علاج بھی اس کا استعمال حرام ہی ہے، سمندری جانوروں میں سے مچھلی کے سوا باقی سب حرام ہیں، لہذا آپ پر لازم ہے کہ اس سے بچیں اور جائز وحلال طریقے کے مطابق اس مرض کا علاج کریں۔

چنانچہ کیکڑا کھانے سے متعلق بنایہ میں ہے: ''ویکرہ أکل ما سوی السمک من دواب البحر عندنا کالسرطان'' ترجمہ: ہمارے نزدیک سمندری جانوروں میں سے مچھلی کے علاوہ کسی جانور مثلاً: کیکڑے کا کھانا مکروہ ہے۔

(بنایہ، کتاب الذبائح، فصل فیمایحل الخ، جلد11، صفحہ604، مطبوعہ کوئٹہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں ''**سرطان** (یعنی کیکڑا) کھانا حرام ہے۔''

(فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ208، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حرام چیزوں سے علاج کرنے کی ممانعت سے متعلق حدیث مبارک میں ہے: ''ان اللہ انزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بحرام'' یعنی اللہ تعالی نے بیماری اور علاج دونوں کو نازل کیا ہے اور ہر بیماری کے لیے دوا مقرر کی ہے، تو تم علاج کرو، لیکن حرام سے علاج مت کرو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الطب، جلد1، صفحہ244، مطبوعہ کراچی)

حرام سے علاج کے متعلق درمختار میں ہے: ''وفی البحر: لا یجوز التداوی بالمحرم فی ظاہر المذہب'' یعنی بحر الرائق میں ہے: ظاہر مذہب میں حرام چیز سے علاج کرنا، جائز نہیں۔''

(درمختار مع ردالمحتار، جلد5، صفحہ398، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں: ''حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا، ناجائز ہے۔''

(بہارِ شریعت، جلد16، صفحہ505، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

# کیا گونگے کا ذبیحہ حلال ہے؟

**مجیب:** ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** Nor-13052

**تاریخ اجراء:** 04ربیع الثانی1445ھ/20اکتوبر2023ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا گونگے کا ذبیحہ حلال ہے؟ اسلام اس بارے میں ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

**مسلمان اور کتابی گونگے کا ذبیحہ حلال ہے۔ واضح رہے کہ کتابی گونگے کا ذبیحہ اُسی وقت حلال ہے جب وہ واقعی کتابی ہو اور تکبیر پڑھ کر حلال جانور کو ذبح کرے، ورنہ اگر صرف نام کا کتابی (یہودی، نصرانی) ہو اور حقیقۃً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتا ہو، جیسا کہ غیر مسلم ممالک میں آجکل کے نصاری کہلانے والوں کا حقیقت میں کوئی مذہب ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ دہریے ہوتے ہیں، تو ایسے نام کے کتابی کا ذبیحہ بلاشبہ حرام و مردار ہے۔**

مسلمان اور کتابی گونگے کا ذبیحہ حلال ہے۔ جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری ہے: "تؤکل ذبیحة الأخرس مسلما کان أو کتابیا، کذافي فتاوی قاضي خان۔" یعنی مسلمان یا کتابی گونگے کا ذبیحہ کھایا جائے گا، جیسا کہ فتاوٰی قاضی خان میں مذکور ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، ج05، ص286، مطبوعہ پشاور)

کنز الدقائق میں ہے: "(وحل ذبیحة مسلم و کتابي وصبي وامرأة وأخرس)" یعنی مسلمان، کتابی، سمجھدار نابالغ بچے، عورت اور گونگے کا ذبیحہ حلال ہے۔

مذکورہ بالا عبارت کے تحت تبیین الحقائق میں ہے: " والأخرس عاجز عن الذکر فیکون معذورا وتقوم الملة مقامه کالناسي بل أولی۔" یعنی گونگے کا ذبیحہ اس لیے حلال ہے کہ وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام پڑھنے سے عاجز ہے، لہذا وہ معذور ہے اور اس کا دین اللہ عزوجل کا نام ذکر کرنے کے قائم مقام ہو جائے گا، جیسا کہ ذبح کے وقت

اللہ کا نام بھولنے والے کا مسئلہ ہے بلکہ گونگے میں معاملے میں تو یہ بدرجہ اولیٰ ہو گا۔(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، کتاب الذبائح، ج05، ص287، مطبوعہ ملتان)

بہارِ شریعت میں ہے: ”**گونگے کا ذبیحہ حلال ہے اگر وہ مسلم یا کتابی ہو**، اسی طرح اقلف کا یعنی جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اور ابرص یعنی سپید داغ والے کا ذبیحہ بھی حلال ہے“(بہار شریعت، ج03، ص316، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# جنبی (جس پر غسل فرض ہو اس) کے ذبح کئے گئے جانور کا کیا حکم ہے

**مجیب:** ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** Nor:12552

**تاریخ اجراء:** 26ربیع الثانی1444ھ/22نومبر2022ء

## دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جانور ذبح کرنے والا شخص ناپاک ہو اور وہ اسی حالت میں جانور (مثلاً: گائے، بھینس، بکری وغیرہ) ذبح کردے، تو کیا وہ جانور حلال ہوگا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

جانور ذبح کرنے کے لئے ذبح کرنے والے کا پاک ہونا ضروری نہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص ذبح کرنا جانتا ہے اور وہ ناپاکی کی حالت میں کسی جانور (مثلاً: گائے، بھینس، بکری وغیرہ) کو ذبح کردیتا ہے، تو وہ جانور حلال ہوگا۔

النتف فی الفتاوی میں ہے: ”ان ذبح کل مسلم حلال رجلا کان او انثی حرا کان او عبدا جنبا کان او طاھرا“ یعنی ہر مسلمان کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے خواہ ذبح کرنے والا مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، جنبی (اس پر غسل فرض) ہو یا پاک ہو۔ (النتف فی الفتاوی، صفحہ 147، مطبوعہ: پشاور)

علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یحل الذبیحۃ ولو کان الذابح منھما جنبا کما فی جامع الرموز“ یعنی ذبیحہ حلال ہوگا اگرچہ مرد و عورت میں سے ذبح کرنے والا ناپاک ہو جیسا کہ جامع الرموز میں ہے۔ (فاکھۃ البستان، صفحہ 57، مطبوعہ: بیروت)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے ناپاک شخص کے جانور ذبح کرنے کے متعلق سوال ہوا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”جنبی شخص کا جانور کو ذبح کرنا درست ہے بشرطیکہ وہ ذبح کرنا جانتا ہو“ (فتاوی امجدیہ، جلد 3، صفحہ 300، مکتبہ رضویہ، کراچی)

فتاوی بحر العلوم میں ہے: ''جانور ذبح کرنے کے لئے ذبح کرنے والے کا پاک ہونا ضروری نہیں، اب اگر بے نہائے ہوئے بھی کسی نے جانور ذبح کردیا، تو وہ حلال ہو جائے گا'' (فتاوی بحر العلوم، جلد4، صفحہ462، شبیر برادرز، لاھور)

**واضح رہے کہ جس شخص پر غُسل واجب ہو، اسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے اور اگر اتنی دیر کرچکا کہ نماز کا آخری وقت آگیا، تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا، تو گناہ گار ہوگا۔** (ملخص از بہارِ شریعت، جلد1، صفحہ 325، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اگر ناپاک ہونے سے ظاہری نجاست مثلاً خون وغیرہ مراد ہے اور نجاست بھی اتنی ہے جس سے نماز ادا نہیں ہوگی یا واجب الاعادہ ہوگی، تو بھی لازم ہے کہ نماز کے اہتمام کے لئے نجاست کو دور کرکے نماز پڑھے۔ البتہ اس صورت میں بھی ذبیحہ حلال ہوگا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی گردن توڑنا

**مجیب:** ابوحفص مولانا محمد عرفان عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** WAT-2723

**تاریخ اجراء:** 11 ذوالقعدۃ الحرام 1445ھ / 20 مئی 2024ء

## دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

قصاب لوگ جانور کے ذبح ہونے کے بعد اس کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے ہی اس کی گردن مروڑ کے توڑ دیتے ہیں تاکہ جلدی جان چلی جائے، تو ایسا کرنا کیسا ہے؟ اور اسکا شرعی حکم کیا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قصاب کا جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی گردن توڑنا، یہ بلاوجہ جانور کو تکلیف پہنچانا ہے جو کہ مکروہ ہے، جانوروں پر اس طرح کے مظالم ہرگز نہ کئے جائیں، جو شخص قصاب کو اس سے روکنے کی قدرت رکھتا ہو، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جانور کو ایذا پہنچانے سے روکے، البتہ ان افعال سے جانور میں کوئی کراہت نہیں آئے گی، اس کا کھانا بہر صورت حلال ہی ہوگا۔

جانور کو بلاوجہ تکلیف پہنچانے سے متعلق، ہدایہ میں ہے: "أن ما فيه زيادة إيلام لا يحتاج إليه في الذكاة مكروه۔۔۔ إلا أن الكراهة لمعنى زائد وهو زيادة الألم قبل الذبح أو بعده فلا يوجب التحريم فلهذا قال: تؤكل ذبيحته "ترجمہ: ذبح میں ہر وہ غیر ضروری کام جس میں زیادہ تکلیف ہو، مکروہ ہے، مگر یہ کہ کراہت ایک اضافی چیز کی وجہ سے ہے اور وہ ذبح سے پہلے یا ذبح کے بعد (ٹھنڈا ہونے سے پہلے) زائد تکلیف پہنچانا ہے، تو یہ حرمت کو ثابت نہیں کرے گا، اسی وجہ سے فرمایا کہ اس جانور کو کھایا جائے گا۔ (الھدایۃ، کتاب الذبائح، جلد 4، صفحہ 350، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے مکروہ ہے مثلاً جانور میں ابھی حیات باقی ہو ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا، اس کے اعضا کاٹنا یا ذبح سے پہلے اس کے سر کو کھینچنا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں یا گردن کو توڑنا، یوہیں جانور کو گردن کی طرف سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔ " (بہار شریعت، جلد 3، حصہ 15، صفحہ 315، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

# اگر مچھلی ذبح کی اور بسم اللہ نہ پڑھی تو کیا حکم ہوگا؟

**مجیب:** مولانا فرحان احمد عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** Web-81

**تاریخ اجراء:** 03جمادی الاولی1443ھ /08دسمبر2021ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مچھلی کو اگر ذبح کیا جائے اور بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو کیا مچھلی حلال ہو گی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مچھلی کا بغیر ذبح کے حلال ہونا حدیث پاک سے ثابت ہے، نیز بکری، گائے وغیرہ حلال جانور کو، دم مسفوح یعنی بہنے کی صلاحیت رکھنے والے خون کے نکالنے کے لیے ذبح کیا جاتا ہے جبکہ مچھلی میں دم مسفوح ہی نہیں ہوتا اس لیے مچھلی کو ذبح کرنے کی حاجت نہیں، ذبح کیے بغیر بھی مچھلی حلال ہے، اس لیے مچھلی کاٹتے ہوئے اگر کسی نے بسم اللہ نہیں پڑھی تب بھی وہ حلال ہی ہے۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "احلّت لنا میتتان ودمان المیتتان الحوت والجراد والدمان الکبد والطحال " ترجمہ: ہمارے لئے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں: دو مردے مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، ص 411، مطبوعہ کراچی)

اس روایت کی شرح کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "دونوں جانور بغیر ذبح حلال ہیں کیونکہ ان میں بہتا خون نہیں اور ذبح کرنا اسی کو، اللہ کے نام پر، نکال دینے کے لیے ہوتا ہے۔ جب وہ چیزیں ان میں نہیں تو ان کا ذبح بھی نہیں۔ خیال رہے کہ مچھلی بہت قسم کی ہے اور ہر قسم کی حلال ہے بغیر ذبح کھانا درست ہے، بعض مچھلیوں میں خون نکلتا معلوم ہوتا ہے مگر وہ خون نہیں ہوتا بلکہ سرخ پانی ہوتا ہے اس لیے دھوپ میں سفید ہو جاتا ہے

خون کی طرح نہ سیاہ پڑتا ہے نہ جمتا ہے۔ فقیر نے خود اس کا تجربہ کیا ہے، بہر حال مچھلی بغیر ذبح حلال ہے۔"(مرآۃ المناجیح، جلد5، صفحہ728، نعیمی کتب خانہ گجرات)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# شکار کیا گیا پرندہ ذبح سے پہلے مر جائے تو حلال ہو گا یا حرام؟

**مجیب:** مولانا محمد نوید چشتی عطاری

**فتوی نمبر:** WAT-2316

**تاریخ اجراء:** 17 جمادی الاولی 1445 ھ /02 دسمبر 2023 ء

## دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کسی شکاری نے کسی پرندے کو شکار کیا، لیکن ذبح سے پہلے وہ پرندہ مر گیا، تو اب وہ اس کا کیا کرے؟ کیا وہ کسی کافر کو دے سکتے ہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر شکاری نے بسم اللہ پڑھ کر تیر مارا یا کوئی نوک دار چیز ماری، جس سے وہ پرندہ زخمی ہو گیا اور پھر شکاری کسی دوسرے کام میں مشغول نہیں ہوا بلکہ مسلسل اسی زخمی پرندے کی جستجو میں رہا، پھر اس شکاری کے پہنچنے سے پہلے وہ پرندہ شکاری کے تیر لگنے کی وجہ سے ہی مر گیا یا شکار تک پہنچ گیا لیکن اسے پکڑا نہیں اور وقت اتنا تنگ ہے کہ اسے ذبح نہیں کر سکتا تو وہ حلال ہے، اس کا کھانا جائز ہے۔ اور اگر وقت اتنا تھا کہ پکڑ کر ذبح کر سکتا تھا لیکن نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا تو وہ حرام ہے، اسے نہیں کھایا جائے گا۔

اور اگر شکاری نے بسم اللہ پڑھے بغیر تیر یا نیزہ وغیرہ مارا، یا پرندہ کو گولی ماری، اور شکاری کے ذبح کرنے سے پہلے پرندہ مر گیا یا بسم اللہ پڑھ کر ہی مارا لیکن پرندہ تیر لگنے سے نہیں مرا بلکہ کسی اور وجہ سے مرا یا شکاری تیر مارنے کے بعد کسی دوسرے کام میں مشغول ہو گیا اور پرندے کی تلاش چھوڑ دی پھر بعد میں مرا ہوا پرندہ پایا تو وہ پرندہ حرام ہے، اسے نہیں کھا سکتے۔

اور جن صورتوں میں وہ حرام ہو گیا، اس صورت میں اس پرندے کو وہیں چھوڑ دیا جائے، جانور وغیرہ اسے کھا لیں گے، لیکن وہ مردار پرندہ کھانے وغیرہ کے لئے کسی کافر کو بھی نہیں دے سکتے، اس وجہ سے کہ ظاہر ہے کہ وہ کافر اسے کھانے میں استعمال کرے گا اور شرعی اصول یہ ہے کہ جن چیزوں کا کھانا پینا خود مسلمان کے لیے ناجائز ہے، وہ چیزیں غیر مسلموں کو کھانے پینے کے لیے فراہم کرنا بھی ناجائز ہے، کیونکہ صحیح قول کے مطابق کفار بھی فروعات کے مکلّف

ہیں، انہیں کھانے پینے کے لیے حرام اشیاء فراہم کرنا ضرور گناہ پر تعاون ہے اور اللہ عزوجل نے گناہ پر تعاون کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بہار شریعت میں ہے ”شکار کی دوسری نوع تیر وغیرہ سے جانور مارنا ہے اس میں بھی شرط یہ ہے کہ تیر چلاتے وقت بسم اللہ پڑھے اور تیر سے جانور زخمی ہو جائے ایسا نہ ہو کہ تیر کی لکڑی جانور کو لگی اور اس سے دب کر مر گیا کہ اس صورت میں وہ جانور حرام ہے۔۔۔ شکار کے حلال ہونے کے لیے یہ ضرور ہے کہ کتّا چھوڑنے یا تیر چلانے کے بعد کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو بلکہ شکار اور کتّے کی تلاش میں رہے۔۔۔ جس جانور کو تیر سے مارا اگر زندہ مل گیا تو ذبح کرے بغیر ذبح کئے حلال نہیں۔۔۔ شکار حلال ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی موت دوسرے سبب سے نہ ہو۔۔۔ بندوق کا شکار مر جائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا چھرا بھی آلہ جارحہ نہیں بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔۔۔ (بہار شریعت، ج 03، حصہ 17، ص 691،690،689،688، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بہار شریعت میں ہے "شکار تک پہنچ گیا ہے مگر اسے پکڑتا نہیں اگر اتنا وقت ہے کہ پکڑ کر ذبح کر سکتا تھا مگر کچھ نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا تو جانور نہ کھایا جائے اور وقت اتنا نہیں ہے کہ ذبح کر سکے تو حلال ہے۔" (بہار شریعت، ج 03، حصہ 17، ص 687، مکتبۃ المدینہ)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# قریب المرگ بچھڑے کے ذبح کے وقت صرف خون نکلا ہو، تو کیا وہ بچھڑا حلال ہوگا؟

**مجیب:** ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** Nor-12948

**تاریخ اجراء:** 22 محرم الحرام 1445ھ/10 اگست 2023ء

## دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر بچھڑا کسی بیماری کے سبب مرنے کے قریب ہو جائے، اسے ذبح کیا جائے تو اس میں زندہ ہونے کی کوئی علامت نہ ہو سوائے اس کے کہ اُس کا خون بہہ گیا ہو؟ تو کیا اس صورت میں وہ بچھڑا حلال ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

**جانور کے حلال ہونے کے لیے ذبح کے وقت اس کا زندہ ہونا ضروری ہے ورنہ وہ جانور حلال نہیں ہو گا۔ البتہ اگر کوئی جانور قریب المرگ ہو، ذبح کے وقت اس کے زندہ ہونے کا یقینی طور پر علم نہ ہو تو علامات کے ذریعے ذبح کے وقت زندہ ہونے کا تعین کیا جائے گا۔ کچھ علامات یہ ہیں: (1) ذبح کے وقت جانور کا منہ بند کر لینا۔ (2) ذبح کے وقت جانور کا آنکھیں بند کر لینا۔ (3) ذبح کے وقت جانور کے بال کھڑے ہو جانا۔ (4) ذبح کے وقت جانور کا پاؤں سمیٹ لینا وغیرہ، لہذا ان علامات کے ذریعے اس بات کی پہچان ہو گی کہ ذبح کے وقت جانور زندہ تھا۔ انہی علامتوں میں سے ایک علامت فقہائے کرام نے یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ذبح کے وقت اُس جانور کا خون ایسے نکلے جیسے زندہ جانور کے ذبح کے وقت خون نکلتا ہے مثلاً پھوارے کی طرح خون نکلے یا کافی مقدار میں خون نکلے کہ اس انداز سے خون کا نکلنا زندگی کی علامت ہے۔**

<u>**لہذا پوچھی گئی صورت میں اگر اس بچھڑے میں سے اسی طرح خون بہا جیسے زندہ جانور کے ذبح کے وقت خون نکلتا ہے تو وہ بچھڑا حلال ہو گا۔**</u>

ذبح کے وقت زندہ جانور کی طرح خون نکلے تو جانور حلال ہے۔ جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری، بدائع الصنائع، بحر الرائق وغیرہ کتبِ فقہیہ میں مذکور ہے:" والنظم للاول "أما خروج الدم بعد الذبح فيما لا يحل إلا بالذبح فهل هو من شرائط الحل فلا رواية فيه عن أصحابنا، وذكر في بعض الفتاوى أنه لا بد من أحد شيئين إما التحرك، وإما خروج الدم، فإن لم يوجد لا تحل، كذا في البدائع۔ **وإن ذبح شاة أو بقرة فخرج منها دم، ولم تتحرك وخروجه مثل ما يخرج من الحي أكلت عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وبه نأخذ۔"**

ترجمہ:" ایسے جانور جو ذبح کے بعد ہی حلال ہوتے ہیں ان جانوروں کا ذبح کے بعد خون نکلنا حلال ہونے کی شرائط میں سے ہے؟ اس میں ہمارے اصحاب سے کوئی روایت منقول نہیں۔ البتہ بعض فتاوٰی میں یہ مذکور ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک چیز ضروری ہے یا تو جانور حرکت کرے یا پھر خون نکلے پس اگر ان میں سے کوئی ایک شے بھی نہ پائی گئی تو وہ جانور حلال نہ ہوگا جیسا کہ بدائع میں مذکور ہے۔ اگر بکری یا گائے ذبح کی اور اس کا خون نکلا مگر اس نے حرکت نہ کی اور وہ خون ایسا تھا جیسا کہ زندہ جانور سے نکلتا ہے تو امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اسے کھایا جائے گا ہم اسی قول پر عمل کو اختیار کرتے ہیں۔" (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصید والذبائح، ج 05، ص 286، دار الفکر، بیروت)

جوہرۃ النیرۃ میں ہے:" **إن ذبح شاة أو بقرة** وتحركت وخرج منها الدم أكلت وإن لم تتحرك ولم يخرج منها الدم لم تؤكل وإن تحركت ولم يخرج منها الدم أكلت **وإن خرج منها الدم ولم تتحرك وخروجه مثل ما يخرج من الحي أكلت عند أبي حنيفة وبه نأخذ كذا في الينابيع۔"** یعنی اگر بکری یا گائے ذبح کی اور اس نے ذبح کے وقت حرکت بھی کی اور اُس کے خون بھی نکلا تو اسے کھایا جائے۔ اگر جانور نے حرکت نہ کی اور نہ ہی اس کا خون نکلا تو نہیں کھایا جائے گا۔ اگر اس نے حرکت تو کی مگر اس کا خون نہ نکلا تو اسے کھایا جائے گا اور اگر اس کا خون نکلا مگر اس نے حرکت نہ کی اور وہ خون ایسا تھا جیسا کہ زندہ جانور سے نکلتا ہے تو امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اسے کھایا جائے گا، ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں جیسا کہ ینابیع میں مذکور ہے۔ (الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الصید والذبائح، ج 02، ص 183، مطبوعہ المطبعۃ الخیریۃ)

بہار شریعت میں ہے:" جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ وقت ذبح زندہ ہو، اگرچہ اس کی حیات کا تھوڑا ہی حصہ باقی رہ گیا ہو۔ ذبح کے بعد خون نکلنا یا جانور میں حرکت پیدا ہونا یوں ضروری ہے کہ اِس سے اُس کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ **بکری ذبح کی اور خون نکلا** مگر اُس میں حرکت پیدا نہ ہوئی **اگر وہ ایسا خون ہے جیسے زندہ جانور میں ہوتا ہے، حلال ہے۔** بیمار بکری ذبح کی، صرف اوس کے مونھ کو حرکت ہوئی اور اگر وہ حرکت یہ ہے کہ مونھ کھول دیا تو حرام ہے اور بند کر

لیا تو حلال ہے اور آنکھیں کھول دیں تو حرام اور بند کرلیں تو حلال اور پاؤں پھیلا دیے تو حرام اور سمیٹ لیے تو حلال اور بال کھڑے نہ ہوئے تو حرام اور کھڑے ہو گئے تو حلال یعنی اگر صحیح طور پر اوس کے زندہ ہونے کا علم نہ ہو تو ان علامتوں سے کام لیا جائے اور اگر زندہ ہونا یقینا معلوم ہے تو ان چیزوں کا خیال نہیں کیا جائے گا، بہر حال جانور حلال سمجھا جائے گا۔" (بہار شریعت، ج 03، ص 314، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فقیہ اعظم محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمہ سے سوال ہوا: "ایک جانور بوجہ بیماری قریب المرگ ہے، اس کا مالک اسے ذبح کرنے کے لیے تیار ہے لیکن وہ جانور بالکل ساقط ہو گیا اور کوئی حرکت نہیں کرتا، چند منٹ بعد اس جانور نے دوبارہ حرکت شروع کی تو مالک نے اسے فوراً ذبح کر دیا، **ذبح کے بعد وہ جانور حرکت تو نہیں کرتا لیکن اس کا خون پھوارے کی طرح نکلتا ہے**، آپ سے استدعا ہے کہ از روئے شریعت مسئلہ مذکور کے متعلق بتائیں کہ مذکور جانور حلال ہے یا حرام؟" آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "**ایسی صورت میں اگر خون اس طرح نکلے جیسے زندہ جانور کے ذبح کرنے کے وقت نکلتا ہے تو حلال ہے۔**" (فتاوی نوریہ، ج 03، ص 392، دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ)

فتاوی یورپ میں ایک سوال کے جواب میں مذکور ہے: "آہنی سلاخ کے کاری ضرب لگنے سے بچھڑے کا بے حس و حرکت ہو جانا پھر زبان کا باہر آجانا، پھر اسے اٹھانے لٹکانے پر بھی حرکت میں نہ آنا اس کی موت کی علامتیں ہیں۔ **لیکن وقتِ ذبح کافی مقدار میں خون نکلنا اس کی حیات کی علامت ہے۔**" (فتاوی یورپ، ص 479، مکتبہ جامِ نور، دہلی)

وَاللهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# مسلمان کے ذبح کرنے کے بعد کافر چھری چلائے تو ذبح کا حکم

**مجیب:** ابوحفص مولانا محمد عرفان عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** WAT-2715

**تاریخ اجراء:** 09ذوالقعدۃ الحرام1445ھ /18مئی2024ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

ہمارے ملک میں غیر مسلم قصاب ہوتے ہیں، ایسی صورت میں اگر کسی جانور کو مسلمان ذبح کرے اور اس جانور میں ابھی جان باقی ہونے کی حالت میں ہی غیر مسلم قصاب بھی چھری پھیر کر گلے سے کچھ کاٹے، تو کیا اس طرح غیر مسلم کے چھری پھیرنے سے جانور حلال رہے گا یا حرام ہو جائے گا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر مسلمان نے جانور کو ذبح کرتے ہوئے کم از کم تین رگیں کاٹ دی ہوں یا چار رگوں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ کاٹ دیا ہو تو مسلمان کے اس ذبح سے ہی وہ جانور حلال ہو جائے گا، لہذا اس کے بعد غیر مسلم قصاب کے جانور پر چھری پھیرنے سے جانور کے حلال ہونے پر کچھ فرق نہیں پڑے گا کہ جانور تو مسلمان کے ذبح سے ہی حلال ہو چکا۔ البتہ اگر مسلمان نے ذبح میں چار رگوں میں سے تین رگیں نہ کاٹی ہوں یا چاروں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ نہ کاٹا ہو، اور اس کے بعد غیر مسلم قصاب نے جانور پر چھری پھیر کر رگیں کاٹی ہوں تو ایسی صورت میں وہ جانور حرام ہو جائے گا۔

**جانور کو ذبح کرنے کیلئے، ذابح کا مسلمان یا کتابی ہونا شرط ہے، کافر غیر کتابی کا ذبیحہ حرام ہے،** چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے: ”شرائط الذکاۃ:۔۔۔منھا أن یکون مسلما أو کتابیا فلا تؤکل ذبیحۃ أھل الشرک والمرتد“ ملتقطاً۔ ترجمہ: ذبح کی چند شرائط ہیں، ان میں ایک یہ ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا کتابی ہو، لہذا مشرک اور مرتد کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔ (الفتاوی الھندیۃ، جلد5، کتاب الذبائح، صفحہ352، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: "جن، مرتد، مشرک، مجوسی، مجنون، ناسمجھ اور اس شخص کا جو قصداً تکبیر ترک کرے ذبیحہ حرام و مردار ہے۔ اور ان کے غیر کا حلال جبکہ رگیں ٹھیک کٹ جائیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ242، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**ذبح کیلئے چار یا کم از کم تین رگیں کٹ جانا ضروری ہے،** چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے: "والعروق التي تقطع في الذكاة أربعة۔۔۔ فإن قطع كل الأربعة حلت الذبيحة، وإن قطع أكثرها فكذلك عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔۔۔ لما أن للأكثر حكم الكل، كذا في المضمرات" ملتقطاً۔ ترجمہ: اور ذبح میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں، اگر چاروں رگیں کاٹ دیں تو جانور حلال ہو جائے گا، اور اگر اکثر (یعنی کوئی سی تین) رگیں کاٹ دیں تو بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جانور حلال ہو جائے گا، کیونکہ اکثر کیلئے کل کا حکم ہوتا ہے۔ یونہی مضمرات میں ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، جلد5، کتاب الذبائح، صفحہ354، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "ذبح کی چار رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہو جائے گا کہ اکثر کے لیے وہی حکم ہے جو کل کے لیے ہے اور اگر چاروں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ جائے گا جب بھی حلال ہو جائے گا اور اگر آدھی آدھی ہر رگ کٹ گئی اور آدھی باقی ہے تو حلال نہیں"۔ (بہار شریعت، جلد3، حصہ15، صفحہ313، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

**مسلمان کے صحیح سے ذبح کرنے بعد، غیر مسلم نے چھری پھیری تو جانور حرام نہیں ہو گا،** چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے: "وفي التجريد المسلم إذا ذبح فأمر المجوسي بالسكين بعد الذبح لم يحرم، ولو ذبح المجوسي وأمر المسلم بعده لم يحل، كذا في التتارخانية" ترجمہ: اور تجرید میں ہے کہ مسلمان نے ذبح کیا، پھر مجوسی نے اس پر چھری پھیری تو جانور حرام نہ ہو گا، اور اگر مجوسی نے ذبح کیا اور اس کے بعد مسلمان نے چھری پھیری تو جانور حلال نہ ہو گا، یونہی تتارخانیہ میں ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، جلد5، کتاب الذبائح، صفحہ354، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "مسلمان نے جانور ذبح کر دیا اس کے بعد مشرک نے اس پر چھری پھیری تو جانور حرام نہ ہوا کہ ذبح تو پہلے ہی ہو چکا اور اگر مشرک نے ذبح کر ڈالا اس کے بعد مسلم نے چھری پھیری تو حرام ہی ہے اس کے چھری پھیرنے سے حلال نہ ہو گا۔" (بہار شریعت، جلد3، حصہ15، صفحہ316، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# جانور کو ذبح کرتے وقت قبلہ رخ کرنے کا حکم

**مجیب:** ابو حفص مولانا محمد عرفان عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** WAT-2726

**تاریخ اجراء:** 12 ذوالقعدۃ الحرام 1445ھ / 21 مئی 2024ء

## دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

جانور کو ذبح کرتے وقت قبلہ رخ کرنے کا کیا حکم ہے؟ اگر جانور کو قبلہ رخ ذبح نہ کیا تو کیا جانور حلال ہو جائے گا اور اس کی قربانی ہو جائے گی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جانور کو ذبح کرتے وقت جانور کا اور خود ذبح کرنے والے شخص کا قبلہ رُخ ہونا سنتِ متوارثہ ہے یعنی ایسا طریقہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ سے اب تک چلا آرہا ہے۔ سنتِ متوارثہ پر عمل کرنے کی شرعاً تاکید ہوتی ہے اور بلاضرورت اس کو ترک کرنے سے بچنے کا حکم ہوتا ہے، لہذا جہاں تک ممکن ہو جانور کو ذبح کرتے وقت اِس سنتِ متوارثہ کا ضرور لحاظ رکھا جائے۔ اگر وقتِ ذبح جانور اور ذبح کرنے والے شخص کا، یا دونوں میں سے کسی ایک کا رُخ قبلہ کی جانب نہ ہو تو چاہے یہ عذر کی وجہ سے ہو یا بغیر عذر، بہر صورت جانور کی قربانی ہو جائے گی اور اُسے کھانا بھی حلال ہو گا، البتہ بغیر عذر کے جانور یا ذبح کرنے والے شخص کا قبلہ رُخ نہ ہونا، خلافِ سنت اور مکروہ ہے، ہاں اگر عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی کراہت نہیں۔

**ذبح کرتے وقت قبلہ رخ ہونا سنت متوارثہ ہے اور بغیر عذر قبلہ کی طرف رخ نہ کرنا مکروہ ہے،** چنانچہ تنویر الابصار مع در مختار میں ہے: ”(و) کرہ (ترک التوجہ الی القبلۃ) لمخالفتہ السنۃ“ ترجمہ: اور قبلہ کی طرف رخ نہ کرنا، سنت کی مخالفت کی وجہ سے مکروہ ہے۔

اس کے تحت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں: ”أی السنۃ المؤکدۃ؛ لانہ توارث الناس فیکرہ ترکہ بلا عذر“ ترجمہ: یعنی سنت مؤکدہ کی مخالفت کی وجہ سے، کیونکہ یہ لوگوں میں رائج عمل ہے، لہذا بغیر عذر اس کا ترک مکروہ ہے۔ (تنویر الابصار مع درمختار و رد المحتار، جلد 9، کتاب الاضحیۃ، صفحہ 495، دار المعرفۃ، بیروت)

قبلہ رخ ذبح نہ کیاتو یہ عمل مکروہ ہو گا، مگر جانور کو کھانا حلال ہی ہو گا، چنانچہ تبیین الحقائق مع حاشیۃ الشلبی میں ہے:"(لو ذبحها متوجهة لغير القبلة يكره وتؤ كل؛لأن السنة في الذبح أن يستقبل بها القبلة هكذا روي عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم استقبل في أضحيته القبلة لما أراد ذبحها) قال في الأصل أرأيت الرجل يذبح ويسمي ويوجه ذبيحته إلى غير القبلة متعمدا أو غير متعمد قال لا بأس بأكلها۔ قال خواهرزاده في شرح المبسوط أما الحل فلأن الإباحة شرعا متعلقة بقطع الأوداج والتسمية وقد وجد وتوجيه القبلة سنة مؤكدة لأنه توارثه الناس وترك السنة لا يوجب الحرمة، ولكن يكره تركه من غير عذر"ترجمہ: اگر جانور کو قبلہ کے علاوہ کسی اور طرف رخ کر کے ذبح کیاتو یہ مکروہ ہے، اور جانور کھایاجائے گا، کیونکہ ذبح میں سنت قبلہ رخ ہونا ہے، اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کا ارادہ فرماتے تو اس کا رخ قبلہ کی طرف کرتے۔ اصل میں فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جو جانور کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے اور اپنے جانور کو جان بوجھ کر یا بغیر ارادے کے قبلہ رخ نہ کرے؟ تو فرمایا کہ اس جانور کو کھانے میں حرج نہیں۔ خواہر زادہ نے مبسوط کی شرح میں فرمایا کہ جانور کا حلال ہونا تو اس لئے ہے کہ اباحت کا تعلق شرعا رگوں کے کٹنے اور بسم اللہ پڑھنے سے ہے اور وہ پایا گیا ہے اور قبلہ رخ کرنا سنت مؤکدہ ہے کیونکہ لوگوں کا اس پر توارث جاری ہے اور سنت کا ترک حرمت کو ثابت نہیں کرتا، لیکن بغیر عذر اس کا ترک مکروہ ہو گا۔ (تبیین الحقائق مع حاشیۃ الشلبی، کتاب الذبائح، جلد 5، صفحہ 292، مطبوعہ قاھرۃ)

سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: "سنت متوارثہ آن ست کہ روئے خود وروئے ذبیحہ ہر دو سوئے قبلہ کند، وسر ذبیحہ در بلاد ما کہ قبلہ سوئے مغرب ست جانب جنوب بود تا ذبیحہ بر پہلوئے چپ خودش خوابیدہ باشد، وپشت او جانب مشرق، تا روئے سمت قبلہ بود، وذابح پائے راست خود بر صفحہ راست گردنش نہادہ ذبح کند، اگر توجہ یا توجیہ بہ قبلہ ترک کند مکروہ است"(ترجمہ) سنت یہ چلی آرہی کہ ذبح کرنے والا اور جانور دونوں قبلہ رو ہوں، ہمارے علاقہ میں قبلہ مغرب میں ہے اس لئے سر ذبیحہ جنوب کی طرف ہونا چاہئے تاکہ جانور بائیں پہلو لیٹا ہو اور اس کی پیٹھ مشرق کی طرف ہو تاکہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو جائے، اور ذبح کرنے والا اپنا دایاں پاؤں جانور کی گردن کے دائیں حصہ پر رکھے اور ذبح کرے اور خود اپنا یا جانور کا منہ قبلہ کی طرف کرنا ترک کیا تو مکروہ ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 216، 217، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

**سنتِ متوارثہ کی پیروی لازم ہے اور بغیر عذر سنت متوارثہ کا خلاف ناپسندیدہ ہے،** چنانچہ سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں ایک سنت متوارثہ کے خلاف کرنے کے متعلق فرماتے ہیں: ”یہ امر خلاف سنتِ متوارثہ مسلمین ہے اور سنتِ متوارثہ کا خلاف مکروہ۔۔۔ اور متوارث کا اتباع ضرور ہے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد8، صفحہ302، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

فتاوی رضویہ ہی میں ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ”سنتِ متوارثہ کا خلاف ناپسند ہے، فی الدرالمختار ان المسلمین توارثوہ فوجب اتباعھم أی ثبت وتاکد (یعنی در مختار میں ہے کہ یہ مسلمانوں میں توارث کے ساتھ ثابت ہے لہذا ان کی اتباع واجب ہے یعنی ثابت اور مؤکد ہے)۔“ (فتاوی رضویہ، جلد8، صفحہ399-400، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ریفرنس نمبر: Pin 6093 بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم تاریخ: 26-03-2019

## مچھلی پکڑنے کے لیے زندہ کیڑے لگانا اور پیٹ چاک کیے بغیر چھوٹی مچھلی پکانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ میرے بھائی مچھلیوں کا کام کرتے ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ بعض مچھلیاں ایسی ہیں، جنہیں پکڑنے کے لئے کانٹے پہ مختلف کیڑے یا کیچوے لگانے پڑتے ہیں، وہ مچھلی ان کے بغیر نہیں پکڑی جاتی، تو معلوم یہ کرنا ہے کہ انہیں پکڑنے کے لئے کیڑوں کو کانٹے پہ لگانا، جائز ہو گا؟

(۲) نیز بہت چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک کرنا، ممکن نہ ہو، کیا انہیں اسی طرح بھون کر یا سالن بنا کر کھایا جا سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

(1) مچھلیاں پکڑنے کے لیے زندہ کیڑے کانٹے پہ لگانا، جائز نہیں کہ اس میں ان کو بلاوجہ تکلیف دینا ہے، جو منع ہے، ہاں اگر پہلے انہیں احسن طریقے سے مار لیا جائے، تو پھر کانٹے میں پرو کر شکار کرنے میں حرج نہیں۔

مسلم شریف میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار کے متعلق فرمایا: "ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیء، فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ولیحد احدکم شفرتہ، فلیرح ذبیحتہ" ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے ہر چیز پر احسان کرنا مقرر فرمادیا ہے، تو جب تم کسی کو قتل کرو، تو اس میں بھی احسان برتو اور جب ذبح کرو، تو اچھے انداز سے ذبح کرو اور تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی چھری کو تیز کرلے اور اپنے ذبیحے کو آرام پہنچائے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الصید، باب الامر باحسان الذبح والقتل۔۔۔الخ، جلد2، صفحہ152، مطبوعہ کراچی)

سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "مچھلی کا شکار کہ جائز طور پر کریں، اس میں زندہ گھیسا پرونا، جائز نہیں، ہاں مار کر ہو یا تلی وغیرہ بے جان چیز، تو مضائقہ نہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ343، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

بہار شریعت میں ہے: "بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈکی، کانٹے میں پرو دیتے ہیں اور اس سے بڑی مچھلی پھنساتے ہیں، ایسا کرنا منع ہے کہ اُس جانور کو ایذا دینا ہے، اسی طرح زندہ گھینسا (پتلا لمبا زمینی کیڑا) کانٹے میں پرو کر شکار کرتے

ہیں، یہ بھی منع ہے۔" (بہار شریعت، حصہ 17، جلد 3، صفحہ 694، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(۲) ایسی چھوٹی مچھلیوں کا کھانا تو حلال ہے، لیکن بچنا بہتر ہے۔

رد المحتار میں ہے: "وفی السمک الصغار التی تقلی من غیر ان یشق جوفہ، قال اصحابہ: لا یحل اکلہ۔۔ وعند سائر الائمۃ: یحل " ترجمہ: ایسی چھوٹی مچھلیوں کے متعلق، جن کا شکم چاک کیے بغیر بھون لیا جائے، شوافع نے فرمایا: ان کا کھانا حلال نہیں۔۔۔ اور بقیہ ائمہ کے نزدیک حلال ہے۔" (ردالمحتار، کتاب الذبائح، جلد 9، صفحہ 515، مطبوعہ پشاور)

سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمۃ فتاوی شامی کی یہ عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "آرے در جواھر الاخلاطی دیدم کہ بکراھت تحریم تصریح وھمیں را تصحیح کردہ است، حیث قال: السمک الصغار کلھا مکروہ تحریم، ھو الاصح، **پس اسلم اجتناب ست**" ترجمہ: ہاں میں نے جواہر الاخلاطی میں دیکھا ہے، انہوں نے اس کے مکروہ تحریمی ہونے کی تصریح ہے اور اسی کی تصحیح بھی کی ہے، جہاں انہوں نے فرمایا کہ: "چھوٹی مچھلیاں تمام مکروہ تحریمی ہیں اور یہی صحیح ہے"، **پس اجتناب بہتر ہے۔**" (فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 333، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

اشکال: آپ نے کہا کہ چھوٹی مچھلیاں پیٹ چاک کیے بغیر کھانا حلال ہے، جبکہ جواہر الاخلاطی میں ان کے متعلق مکروہ تحریمی ہونے کا حکم بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ فتاوی رضویہ میں بھی ہے، تو اس میں بظاہر تضاد نظر آرہا ہے؟

ازالہ اشکال: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بقیہ ائمہ کے نزدیک چھوٹی مچھلیوں کا پیٹ چاک کیے بغیر بھون کر کھانا حلال ہے اور فقہ حنفی کی معتمد کتب مثلاً البنایہ شرح ہدایہ، معراج الدرایہ ورد المحتار میں ائمہ اجلہ نے صاف طور پہ فقط ان کا حلال ہونا بیان فرمایا۔ یونہی اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی ایک سوال کے جواب میں شوافع کے علاوہ بقیہ ائمہ کے نزدیک ان کی حلت ذکر فرمائی، تو ائمہ کرام کی ان تصریحات سے واضح ہوا کہ ایسی مچھلیوں کا کھانا حلال ہے، لیکن چونکہ اس کے برخلاف جواہر الاخلاطی میں ان کے مکروہِ تحریمی ہونے کا قول بھی موجود ہے، تو اس قول کی رعایت کرتے ہوئے سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے اختلاف سے بچنے کے لیے ان سے اجتناب کا حکم ارشاد فرمایا ہے، کیونکہ حتی الامکان اختلاف سے بچنا بالاتفاق مستحسن ہے، لہذا ایسی مچھلیوں کے حلال ہونے کے باوجود ان سے بچنا بہتر ہے۔

حلال ہونے پر رد المحتار کا جزئیہ گزر چکا۔ نیز البنایہ و معراج الدرایہ میں ہے: والنظم للثانی: "وفی السمک الصغار التی تقلی من غیر ان یشق جوفہ، قال اصحابہ: لا یحل اکلہ، لان رجعہ نجس وعند سائر الائمۃ: یحل " ترجمہ: ایسی چھوٹی مچھلیوں کے متعلق، جن کا شکم چاک کیے بغیر بھون لیا جائے، شوافع نے فرمایا: ان کا کھانا حلال نہیں۔۔ اور بقیہ ائمہ کے نزدیک حلال ہے۔" (معراج الدرایہ، کتاب الذبائح، مخطوطہ، غیر مطبوعہ)

یونہی "بہار شریعت"، حصہ 15، صفحہ 325 پہ بھی ان کا حلال ہونا مذکور ہے۔

حلت کے باوجود بچنا بہتر ہے۔ چنانچہ سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمۃ سے فارسی میں سوال ہوا کہ مالابد میں نہایت چھوٹی مچھلی کو کھانا مکروہ تحریمی لکھا ہے، آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تو آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: (ترجمہ) **باریک ریزہ کی طرح مچھلی جس کا پیٹ چاک نہیں ہو سکتا اور یوں بے چاک بھون کر کھائی جاتی ہے، یہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک حرام ہے اور باقی ائمہ کرام کے نزدیک حلال ہے،** جیسا کہ معراج الدرایہ میں تصریح ہے۔۔ (پھر فتاوی شامی سے حلت والا جزئیہ مع سیاق و سباق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں): "آرے در جواهر الاخلاطی دیدم که بکراهت تحریم تصریح وهمیں را تصحیح کرده است، حیث قال: السمک الصغار کلها مکروه تحریم، هو الاصح، **پس اسلم اجتناب ست**" ترجمہ: ہاں میں نے جواہر الاخلاطی میں دیکھا ہے، انہوں نے اس کے مکروہ تحریمی ہونے تصریح کی ہے اور اسی کی تصحیح بھی کی ہے، جہاں انہوں نے فرمایا کہ: "چھوٹی مچھلیاں تمام مکروہ تحریمی ہیں اور یہی صحیح ہے"، **پس اجتناب بہتر ہے۔**"

(فتاوی رضویه، جلد20، صفحه332تا333، رضافاؤنڈیشن، لاهور)

ایک اور مقام پہ جھینگے کے متعلق تفصیلی کلام کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: **"معراج میں صاف فرمایا کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور بے آلائش نکالے بھون لیتے ہیں امام شافعی کے سوا سب ائمہ کے نزدیک حلال ہیں۔۔ مگر فقیر نے جواہر الاخلاطی میں تصریح دیکھی ہے کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہ تحریمی ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے۔۔ تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جواہر اخلاطی کی وہ تصحیح وارد ہو گی، بہر حال ایسے شبہہ واختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی چاہئے۔"**

(فتاوی رضویه، جلد20، صفحه338تا339، رضافاؤنڈیشن، لاهور)

اختلاف سے بچنے کے متعلق فتاوی رضویہ میں ہے: "ان الخروج عن الخلاف احوط واحسن بالاتفاق" یعنی اختلاف سے بچنا بالاتفاق محتاط اور اچھا ہے۔" (فتاوی رضویه، جلد3، صفحه251، رضافاؤنڈیشن، لاهور)

**واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم**

**کتبـــــــــــــــــہ**

**مفتی محمد قاسم عطاری**

18 رجب المرجب 1440ھ 26 مارچ 2019ء

ریفرینس نمبر: **Pin 6245** بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تاریخ: **29-07-2019**

# چند پرندوں اور خرگوش کے حلال ہونے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ

(1) بٹیر، تیتر، ہدہد، مرغی، بطخ، کبوتر، چڑیا، بگلا، مرغابی، بلبل، مور، ابابیل، شتر مرغ، فاختہ، مینا، طوطا کے بارے میں حکم شرعی واضح فرما دیں کہ ان میں سے کون سے پرندے حلال ہیں اور کون سے حرام ہیں؟

(2) اور خرگوش کے حلال یا حرام ہونے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

**سائل: عدیل احمد (گلیال کھوڑاں، پنڈی گھیب)**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب**

(1) فقہ حنفی کے قواعد کی روشنی میں سوال میں ذکر کردہ تمام پرندے حلال ہیں، اس لئے کہ پرندوں کے حلال یا حرام ہونے کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ پرندہ جس کے پنجے ہوں اور وہ اُن پنجوں سے شکار بھی کرتا ہو، تو وہ پرندہ حرام ہو گا اور جس کے پنجے ہی نہ ہوں یا پنجے تو ہوں، لیکن وہ اُن سے شکار نہ کرتا ہو، تو وہ پرندہ حلال ہے، اس تفصیل کے مطابق دیکھا جائے، تو سوال میں ذکر کیے گئے بعض پرندوں کے پنجے ہی نہیں ہیں جیسے بطخ و شتر مرغ وغیرہ اور بقیہ بعض کے اگرچہ پنجے ہیں، لیکن وہ اُن سے شکار نہیں کرتے جیسے طوطا وغیرہ، لہٰذا ان میں سے کوئی پرندہ حرام نہیں ۔ نیز ان پرندوں کے حلال ہونے پر فقہائے کرام کی تصریحات بھی موجود ہیں۔

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن کل ذی ناب من السباع و عن کل ذی مخلب من الطیر" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نوکیلے دانت والے درندے اور پنجے والے پرندے (کو کھانے) سے منع فرمایا۔ (صحیح مسلم، ج2، ص147، مطبوعہ کراچی)

جوہرہ نیرہ میں ہے:" (لایجوز اکل کل ذی ناب من السباع ولاذی مخلب من الطیر)المراد من ذی الناب ان یکون لہ ناب یصطاد بہ و کذامن ذی المخلب "ترجمہ:"نوکیلے دانت والے درندوں اور پنجوں والے پرندوں کا کھانا، جائز نہیں ہے" اور نوکیلے دانتوں سے مراد یہ کہ اُس کے ایسے نوکیلے دانت ہوں، جن سے وہ شکار کرتا ہو اور اسی طرح پنجوں سے مراد یہ ہے کہ اُن سے وہ پرندہ شکار بھی کرتا ہو۔ (الجوھرۃ النیرۃ،ج2،ص265،قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ان پرندوں میں سے **بعض** کے حلال ہونا صریح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اور بقیہ **بعض** کے حلال ہونے کے **متعلق** فقہائے کرام کی تصریحات موجود ہیں، جو درج ذیل ہیں:

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے **مرغی** تناول فرمائی۔ چنانچہ حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:" رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یاکل دجاجا "ترجمہ: **میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مرغی کھاتے دیکھا۔** (صحیح بخاری،ج2،ص829،مطبوعہ کراچی)

**چڑیا** کے **متعلق** حدیث پاک میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" مامن انسان قتل عصفورا فمافوقھا بغیر حقھاالا سالہ اللہ عزوجل عنھا قیل یارسول اللہ فما حقھا؟قال یذبحھا فیاکلھا ولا یقطع راسھا یرمی بھا"ترجمہ: جس نے **چڑیا** یا کسی جانور کو ناحق قتل کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس سے اس کے **متعلق** سوال کرے گا، عرض کیا گیا، یارسول اللہ !اُس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: **اُس کا حق یہ ہے کہ اُسے ذبح کر کے کھائے اور یہ نہ کرے کہ اُس کا سر کاٹے اور پھینک دے۔** (المستدرک علی الصحیحین،ج4،ص261،دار الکتب العلمیۃ،بیروت)

**بٹیر** کھانا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:" اکلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لحم حباری "ترجمہ: **میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ بٹیر کا گوشت کھایا۔** (سنن ابی داؤد،ج2،ص176، مطبوعہ لاھور)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اس حدیث پاک کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:" **معلوم ہوا کہ بٹیر حلال ہے،اس کا کھانا سنت ہے۔**" (مرآۃ المناجیح،ج5،ص672، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

علامہ کمال الدین دمیری علیہ الرحمۃ **تیتر** کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:" حکمہ الحل لانہ اما من الحمام او القطا وھما حلالان "ترجمہ: **تیتر حلال پرندہ ہے**،اس لئے کہ یا تو یہ کبوتر کی نسل سے ہے یا قطا(کبوتر کے برابر ایک پرندہ ہے) کی نسل سے ہے اور یہ دونوں حلال ہیں۔ (حیات الحیوان،ج2،ص466،دار الکتب العلمیۃ،بیروت)

**بطخ اور شتر مرغ کے حلال ہونے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع ہے۔ چنانچہ تفسیرات احمدیہ میں ہے:** "قد تقرر فی شریعة نبینا علیه السلام حلیة شحوم البقر و الغنم و حلیة الابل و البط و النعامة باجماع الصحابة و التابعین" ترجمہ: "تحقیق ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں گائے اور بھیڑ بکری کی چربی حلال ہے اور اونٹ، **بطخ اور شتر مرغ کے حلال ہونے پر حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کا اجماع ہے۔**

(تفسیرات احمدیہ، ص 405، مطبوعہ کراچی)

**ابابیل کے حلال ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے۔ چنانچہ مراتب الاجماع میں ہے:** "واتفقوا ان اکل الابابیل والنعام وبقر الوحش۔۔ حلال" ترجمہ: **فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابابیل، شتر مرغ اور جنگلی گائے کا کھانا حلال ہے۔**

(مراتب الاجماع لابن حزم، ص 149، دار الکتب العلمیة، بیروت)

**مرغابی کے متعلق تحفۃ الفقہاء میں ہے:** "اما المستانس من الطیور کالدجاج والبط والاوز فیحل باجماع الامة" ترجمہ: **پالتو پرندے جیسے مرغی، بطخ اور مرغابی، باجماعِ امت حلال ہیں۔**

(تحفة الفقهاء، ج 3، ص 65، دار الکتب العلمیة، بیروت)

**بلبل اور غیر شکاری پرندوں کے بارے میں الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے:** "یجوز بالاجماع اکل الانعام (الابل والبقر والغنم) لاباحتها بنص القرآن الکریم کما یجوز اکل الطیور غیر الجارحة کالحمام والبط والنعامة والاوز۔۔ والبلبل" ترجمہ: چوپایوں مثلاً اونٹ گائے اور بکری کا کھانا بالاجماع جائز ہے کہ اس کی اباحت پر قرآن کریم کی نص موجود ہے جیسا کہ **وہ پرندے جو شکار نہیں کرتے، اُن کا کھانا جائز ہے مثلاً کبوتر، بطخ، شتر مرغ، مرغابی۔۔ اور بلبل۔**

(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج 4، ص 2595، دار الفکر، بیروت)

**مور حلال ہے۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے:** "لا باس باکل الطاووس" ترجمہ: **مور کھانے میں کوئی حرج نہیں۔**"

(فتاوی عالمگیری، ج 5، ص 358، مطبوعہ کراچی)

**طوطے، ہدہد، بگلے وغیرہ کے متعلق** مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان علیہ الرحمۃ سے ایک سوال ہوا کہ یہ حلال ہیں یا نہیں؟ تو آپ علیہ الرحمۃ نے جواباً ارشاد فرمایا: سب حلال ہیں"۔ (فتاوی مصطفویہ، صفحہ 434، شبیر برادرز، لاھور)

فقیہ اعظم مولانا مفتی محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "طوطا، قواعد وضوابط شریعت پاک کی رو سے بلاشبہ حلال ہے اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور بکثرت دیگر آئمہ کرام کے نزدیک بھی حلال ہے"۔

(فتاوی نوریہ، ج 3، ص 417، دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور، اوکاڑہ)

مفتی محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمۃ پرندوں کی حلت و حرمت کا ایک قاعدہ بیان کر کے بطورِ مثال کبوتر، فاختہ اور مینا وغیرہ کے حلال ہونے کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "**پرندوں کے بارے میں ایک استقرائی قاعدہ یہ بھی ہے کہ جن کی چونچ مڑی ہوئی ہے، طوطے کے سوا سب حرام ہیں، جیسے باز وغیرہ اور جن کی چونچ سیدھی ہے، وہ کوے کے بغیر سب کے سب حلال ہیں، جیسے کبوتر، فاختہ، گیری، لالی (مینا)، تلیر وغیرہ۔**"

(فتاوی نوریہ، ج3، ص381، دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور، اوکاڑہ)

(2) خرگوش حلال جانور ہے۔

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "انفجنا ارنبا ونحن بمر الظهران فسعى القوم فلغبوا فاخذتها فجئت بها الى ابى طلحة فذبحها فبعث بوركيها او قال بفخذيها الى النبى صلى الله عليه واله وسلم فقبلها"

ترجمہ: ہم مر الظہران کے مقام پر تھے کہ ہم نے ایک خرگوش کو بھگایا، لوگ اُس کے پیچھے بھاگ بھاگ کر تھک گئے، پس میں نے اُسے پکڑ لیا اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا، آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے ذبح کیا اور اُس کی سرین یا رانیں نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قبول فرمالیں۔

(صحیح بخاری، ج2، ص830، مطبوعہ کراچی)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "**خرگوش ضرور حلال ہے۔**"

(فتاوی رضویہ، ج20، ص322، رضا فاؤنڈیشن، لاهور)

**واللہ اعلم** عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

**کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــہ**

**مفتی محمد قاسم عطاری**

25 ذو القعدۃ الحرام 1440ھ 29 جولائی 2019ء

# جانور ذبح کرتے وقت حرام مغز کاٹنا

1

ریفرنس نمبر:pin-6979

تاریخ:02-06-2022

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے ہاں جانور کو ذبح کرتے ہوئے اس کی چاروں رگوں کو کاٹنے کے بعد اس کی گردن کے مہرے کو بھی کاٹا جاتا ہے، کیا یہ طریقہ درست ہے؟ رہنمائی فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ذبح شرعی کے لیے جانور کی گردن میں موجود مکمل چار رگوں یا ان میں سے اکثر کا کٹ جانا ضروری ہے، اگر نصف یا اس سے کم رگیں کٹیں، تو جانور حلال نہیں ہو گا، چار رگوں کے نام یہ ہیں، (1) حلقوم، یعنی سانس والی نالی، (2) مری، جس سے کھانا پانی اترتا ہے، (3،4) ودجین، خون والی دو رگیں۔ ذبح میں انہی چار رگوں کا کٹ جانا کافی ہے، جان بوجھ کر اس سے زیادہ کاٹنا منع ہے۔ اسی طرح عمداً جانور کو اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے، یا گردن توڑی جائے، مکروہ و ممنوع ہے کہ اس میں بلا ضرورت جانور کو ایذا دینا ہے، جبکہ حدیث مبارک میں ہمیں جانور کو آرام پہنچانے اور اس کو ناحق تکلیف نہ دینے کا حکم دیا گیا ہے، البتہ یہ خیال رہے کہ اگر کسی نے ذبح کے دوران گردن کا مہرہ کاٹ دیا، یا پورا سر ہی جدا کر دیا، تو جانور حلال ہو گا، حرام نہیں ہو گا، یہ فعل مکروہ و ممنوع ہو گا۔

ذبیحہ کو آرام پہنچانے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”إذا ذبحتم فأحسنوا الذبح، ولیحد أحدکم شفرتہ، فلیرح ذبیحتہ“ جب تم ذبح کرو تو احسن طریقے سے ذبح کرو، جو ذبح کرے اسے چاہئے کہ اپنی چھری تیز کر لے، پھر اپنے ذبیحے کو آرام پہنچائے۔

(الصحیح لمسلم، کتاب الصید والذبائح، باب الامر باحسان الذبح، جلد2، صفحہ152، مطبوعہ کراچی)

ذبح میں کاٹی جانے والی رگوں کے متعلق عالمگیری میں ہے:"والعروق التی تقطع فی الذکاۃ أربعۃ: الحلقوم، وھو مجری النفس، والمری، وھو مجری الطعام، والودجان وھما عرقان فی جانبی الرقبۃ یجری فیھما الدم، فإن قطع کل الأربعۃ حلت الذبیحۃ، وإن قطع أکثرھا فکذلک عند أبی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی۔۔۔ والصحیح قول أبی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی لما أن للأکثر حکم الکل، کذا فی المضمرات، وفی الجامع الصغیر إذا قطع نصف الحلقوم و نصف الأوداج و نصف المرئ لا یحل لأن الحل متعلق بقطع الکل أو الأکثر و لیس للنصف حکم الکل فی موضع الإحتیاط کذا فی الکافی" وہ رگیں جو ذبح شرعی میں کاٹی جاتی ہیں، چار ہیں۔ حلقوم: جو سانس کی گزر گاہ ہے، مری: جو کھانے کی گزر گاہ ہے، اور ودجان: یعنی گردن کے دونوں جانب دو رگیں جن میں خون جاری ہوتا ہے۔ اگر یہ چاروں کٹ جائیں، تو ذبیحہ حلال ہے اور اکثر کٹ جائیں، تب بھی امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہی حکم ہے، اور یہی درست ہے کیونکہ اکثر کا حکم کل جیسا ہوتا ہے، مضمرات میں اسی طرح ہے اور جامع الصغیر میں ہے کہ جب سانس کی نالی، خون کی دونوں رگیں اور کھانے کی نالی نصف کاٹ دی گئی، تو جانور حلال نہیں ہو گا، اس لیے کہ حِلّت کا تعلق کل یا اکثر کے کٹنے سے ہے اور احتیاط والی جگہ پر نصف کے لیے کل والا حکم نہیں ہے، کافی میں اسی طرح ہے۔

**(عالمگیری، کتاب الذبائح، الباب الاول فی تفسیرھا، جلد 5، صفحہ 354، مطبوعہ کراچی)**

ذبح میں حرام مغز تک پہنچنا مکروہ ہے، چنانچہ ہدایہ شریف میں ہے:"من بلغ بالسکین النخاع، أو قطع الرأس، کرہ لہ ذلک، تؤکل ذبیحتہ۔۔۔ والنخاع عرق أبیض فی عظم الرقبۃ، أما الکراھۃ فلما روی عن النبی علیہ الصلاۃ والسلام: أنہ نھی أن تنخع الشاۃ إذا ذبحت، وتفسیرہ ما ذکرناہ، قیل معناہ: أن یمد رأسہ حتی یظھر مذبحہ، قیل إن یکسر عنقہ قبل أن یسکن من الإضطراب، و کل ذلک مکروہ، وھذا لأن فی جمیع ذلک، وفی قطع الرأس زیادۃ تعذیب الحیوان بلا فائدۃ، وھو منھی عنہ، والحاصل: أن ما فیہ زیادۃ إیلام لا یحتاج إلیہ فی الذکاۃ، مکروہ" جو چھری کو حرام مغز تک لے جائے یا سر ہی جدا کر دے، اس کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے، البتہ جانور کھایا جائے گا، حرام مغز گردن کی ہڈی میں موجود سفید رگ کو کہتے ہیں۔ یہ کراہت اس لیے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کے وقت جانور کے حرام مغز تک پہنچنے سے منع فرمایا۔ اس کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے، اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ذبیحہ کے سر کو ضرورت سے زیادہ

کھینچنا ہے، تاکہ ذبح کی جگہ ظاہر ہو، ایک قول کے مطابق جانور ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی گردن توڑنا مراد ہے۔ بہر حال یہ تمام افعال مکروہ ہیں، کہ ان میں جانور کو بلا فائدہ زائد اذیت دینا ہے، جو ممنوع ہے۔ حاصل کلام یہ کہ ذبح میں ہر وہ کام جس سے جانور کو بلا فائدہ اذیت ہو مکروہ ہے۔

**(ھدایہ، کتاب الذبائح، جلد4، صفحہ 437،438، مطبوعہ لاہور)**

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے، مکروہ ہے، مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا، یعنی کراہت اس فعل میں ہے، نہ کہ ذبیحہ میں۔ عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے، تو اس سر کا کھانا مکروہ ہے، یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گزرا، بلکہ فقہاء کا یہ ارشاد کہ ذبیحہ کھایا جائے گا، اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا۔ ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے، مکروہ ہے، مثلاً: جانور میں ابھی حیات باقی ہو، ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا، اس کے اعضاء کاٹنا یا ذبح سے پہلے اس کے سر کو کھینچنا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں یا گردن کو توڑنا، یوہیں جانور کو گردن کی طرف سے ذبح کرنا، مکروہ ہے، بلکہ اس کی بعض صورتوں میں جانور حرام ہو جائے گا۔" **(بہار شریعت، جلد3، حصہ 15، صفحہ 315، مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

نوٹ: ذبح کے وقت حرام مغز کو کاٹ دینا طبی اعتبار سے بھی نقصان دہ ہے کہ حرام مغز کٹنے سے جانور جلدی ٹھنڈا ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے خون پوری طرح باہر نہیں نکلتا، ایسے گوشت کا استعمال طبی لحاظ سے بہت نقصان دہ ہے۔

**واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم**

**کتبـــــــہ**

**المتخصص فی الفقہ الاسلامی**

**عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ**

**02 ذو القعدۃ الحرام 1443ھ 02 جون 2022ء**

**الجواب صحیح**

**مفتی محمد قاسم عطاری**

# زندہ مچھلی کے ٹکڑے کر دیے، تو اس کا کھانا کیسا؟



ریفرنس نمبر:PIN5945 تاریخ:11-12-2018

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے بیچنے کے لیے ایک بڑے سے ٹب میں بہت سی مچھلیاں رکھی ہوتی ہیں، کوئی بھی گاہک آتا ہے، تو ان کے سامنے زندہ مچھلی پکڑ کر تول کر قیمت طے کر کے اس کے پیس (ٹکڑے) بنانا شروع کر دیتا ہے، جبکہ مچھلی ابھی زندہ ہوتی ہے، تو کیا اس طرح کرنے سے مچھلی حلال رہتی ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مچھلی ایسا جانور ہے، جسے ذبح کرنے کی حاجت نہیں، لہذا اگر زندہ مچھلی سے کوئی حصہ جدا کر لیا یا اس کے ٹکڑے کر دیئے، تو اسے کھانا حلال ہے، البتہ مچھلی والے کو چاہیے کہ اسے عمومی طریقے سے ذبح کر کے پیس بنائے کہ ہمیں ذبح میں اچھا طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور زندہ مچھلی کے کسی بھی حصے سے ٹکڑے کر دینا اچھے طریقے سے ذبح کرنے میں نہیں آتا۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "احلت لنا میتتان و دمان، فاما المیتتان فالحوت والجراد واما الدمان فالکبد والطحال" ترجمہ: ہمارے لیے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال کیے گئے ہیں، دو مردے مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الاطعمہ، الکبد والطحال، صفحہ 238، مطبوعہ کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے: "مچھلی اور ٹیری میں خون ہوتا ہی نہیں کہ اس کے اخراج کی حاجت ہو۔ غیر

دموی جانوروں میں ہمارے یہاں صرف یہی دو حلال ہیں، لہذا صرف یہی بے ذبح کھائے جاتے ہیں۔"

(فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ335، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

**ہدایہ شریف میں ہے:**"اذا قطع بعضها، فمات يحل اكل ما ابين وما بقي، لان موته بآفة وما ابين من الحي وان كان ميتاً، فميتته حلال "ترجمہ: (زندہ) **مچھلی** کا بعض حصہ کاٹا، پھر مر گئی، تو جو حصہ جدا کیا وہ اور بقیہ **مچھلی** کھانا حلال ہے، کیونکہ **مچھلی** کی موت آفت کی وجہ سے ہوئی اور جو زندہ **مچھلی** سے حصہ جدا کیا گیا، اگرچہ مردار ہے، لیکن **مچھلی** کا مردار بھی حلال ہے۔

(ہدایہ، کتاب الذبائح، جلد4، صفحہ443، مطبوعہ لاہور)

بہار شریعت میں ہے:" زندہ **مچھلی** میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا، یہ حلال ہے اور اس کاٹنے سے اگر **مچھلی** پانی میں مر گئی، تو وہ بھی حلال ہے۔" (بہار شریعت، حصہ15، صفحہ326، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

**واللہ اعلم** عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

**کتبہ**

**مفتی محمد قاسم عطاری**

03ربیع الثانی1440ھ11دسمبر2018ء

# کیا ہر پنجے والا پرندہ حرام ہے؟ نیز مرغی کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

1

ریفرنس نمبر: Har 5561　　　　تاریخ: 30-09-2019

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مرغی، پنجے والا پرندہ ہے تو اس کا کھانا حلال ہے یا حرام؟ کیونکہ سنا ہے کہ پنجے والے پرندے حلال نہیں ہوتے۔ شرعی رہنمائی فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قوانین شرعیہ کے مطابق ہر پنجے والا پرندہ حرام نہیں ہے، بلکہ وہ پرندہ حرام ہے، جو اپنے پنجوں سے شکار بھی کرتا ہو، کیونکہ حدیث میں اس کے لیے "ذی مخلب" کالفظ وارد ہوا ہے اور مخلب اس دھاری دار ناخن کا نام ہے جس کے ساتھ جانور شکار کرتا ہے۔ مرغی کا اگرچہ پنجہ ہوتا ہے، لیکن یہ اس سے شکار نہیں کرتی لہٰذا یہ "ذی مخلب" کے زمرے میں نہیں آئے گی اور ذبحِ شرعی کے بعد اس کا کھانا بلاشبہ جائز وحلال ہے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے: "عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن کل ذی ناب من السباع و کل ذی مخلب من الطیر" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کیل والے درندے اور ہر شکاری پنجے والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا۔　　(الصحیح لمسلم، ج2، ص147، مطبوعہ کراچی)

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: "(ولا یحل ذو مخلب یصید بمخلبہ) ای ظفرہ (من طیر) ملخصا" پنجوں والا وہ پرندہ جو اپنے پنجوں یعنی ناخنوں سے شکار کرے، حلال نہیں ہے۔

(تنویر الابصار و در مختار، ج9، ص508، مطبوعہ کوئٹہ)

مجمع الانہر میں ہے:"والمرادمن ذی مخلب الذی یصید بمخلبه لا کل ذی مخلب ملخصا" اور پنجوں والے سے مراد وہ پرندہ ہے جو اپنے پنجے سے شکار کرے نہ کہ ہر پنجے والا۔

(مجمع الانهر،ج4،ص160،مطبوعه کوئٹه)

فتاوی نوریہ میں ہے:"عوام کا کہنا کہ پرندہ پنجہ سے کھانے والا حرام ہے، محض غلط ہے،وہ بیچارے ذی مخلب کا معنی نہیں جانتے،ذی مخلب کا معنی ہے مخلب والا اور مخلب اس دھار دار ناخن کا نام جس کے ساتھ جانور شکار کرتا ہے،پر ظاہر کہ مرغی کبوتر وغیرہ کا پنجہ ضرور ہے مگر اس سے شکار نہیں کرتے لہذا ذی مخلب نہ ہوئی۔"

(فتاوی نوریه،ج3،ص413،مطبوعه:دارالعلوم حنفیه فریدیه،بصیر پور)

عالمگیری میں ہے:"و ما لا مخلب له من الطیر فالمستائنس منه کا لدجاج و البط و المتوحش کالحمام حلال بالاجماع کذا فی البدائع" اور جن پرندوں کے شکار کرنے والے پنجے نہیں ہوتے تو ان میں سے پالتو جیسے مرغی، بطخ اور وحشی جیسے کبوتر بالاجماع حلال ہیں۔اسی طرح بدائع میں ہے۔

(عالمگیری،ج5،ص289،مطبوعه کوئٹه)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــه

مفتی فضیل رضا عطاری

30محرم الحرام1441ھ/30ستمبر2019ء

# STINGRAY مچھلی کھانے کا حکم



ریفرنس نمبر:pin-6894 تاریخ:22-01-2022

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ سمندر میں Stingray نامی ایک مچھلی ہوتی ہے، جسے سمندری چمگادڑ بھی کہا جاتا ہے، اس کے کھانے کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب**

Stingray مچھلی کی ہی ایک قسم ہے، یہ دم دار چپٹے (Flat) جسم والی مچھلی ہوتی ہے، اس کی دم میں ایک کانٹا بھی ہوتا ہے، جس کی مدد سے وہ اپنا بچاؤ کرتی ہے، اس مچھلی کی کم و بیش 220 اقسام ہیں، عام طور پر سمندر اور ساحلی علاقوں میں پائی جاتی ہے، لیکن بعض اقسام دریا میں بھی ملتی ہیں۔ اس کی آنکھیں جسم کے اوپر اور منہ نیچے ہوتا ہے اور یہ گلپھڑوں کے ذریعے سانس لیتی ہے۔ دوسری مچھلیوں کے مقابلے میں اس میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے اور بہت سے ممالک میں مختلف انداز سے بنائی جاتی ہے۔ اس کا ڈھانچہ نرم لچکدار ہڈیوں پر مشتمل ہوتا ہے، البتہ گوشت میں کانٹے نہیں ہوتے، اسی لیے مارکیٹ میں اس کا گوشت فنگر فش کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

اس تفصیل کے مطابق Stingray مچھلی کا شرعی حکم یہ ہے کہ اسے کھانا شرعاً جائز ہے، کیونکہ یہ مچھلی کی ہی ایک قسم ہے اور فقہ حنفی کی رُو سے سمندری جانوروں میں سے مچھلی حلال ہے، خواہ وہ کسی قسم کی ہو، چھوٹی ہو یا بڑی، لمبی ہو یا چوڑی، کانٹے والی ہو یا بغیر کانٹے کے، لہذا Stingray مچھلی کھانا بھی جائز ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ اسے مچھلی کی بجائے سمندری چمگادڑ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، تو یاد رہے! اس کا یہ نام ظاہری شکل و صورت کی وجہ سے دیا گیا ہے، جیسا کہ بام مچھلی کو اس کی شکل و صورت اور لمبا ہونے کی بناء پر سمندری سانپ کہا جاتا ہے، حالانکہ وہ حقیقتاً سانپ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:﴿ وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا۔۔ الآیۃ﴾ ترجمہ کنزالایمان: ”اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے دریا مسخر کیا کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو۔“ (پارہ 14، سورۃ النحل، آیت 14)

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: ”سمندر میں انسانوں کے لیے بے شمار فوائد ہیں، ان میں سے تین فوائد اللہ تعالیٰ نے اس (مکمل) آیت میں بیان فرمائے۔ پہلا فائدہ: تم اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو۔ اس سے مراد مچھلی ہے، یاد رہے کہ سمندری جانوروں میں سے صرف مچھلی کا گوشت حلال ہے۔“ (تفسیرِ صراط الجنان، جلد 5، صفحہ 290، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سنن ابن ماجہ میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”احلت لنا میتتان و دمان، فاما المیتتان:

فالحوت والجراد، واما الدمان فالکبد والطحال" ترجمہ: ہمارے لیے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال کیے گئے ہیں، دو مردے مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔"

(سنن ابن ماجہ، ابواب الاطعمہ، الکبد والطحال، صفحہ 238، مطبوعہ کراچی)

مبسوط سرخسی میں ہے: "والسمک ماکول بجمیع انواعه یثبت الحل فیه بالکتاب والسنة" ترجمہ: مچھلی کی تمام اقسام کا کھانا جائز ہے، ان کی حلت قرآن و سنت سے ثابت ہے۔"

(مبسوط سرخسی، کتاب الصید، جلد 11، صفحہ 252، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "ان السمک بجمیع انواعه حلال عندنا" یعنی مچھلی کی تمام اقسام ہمارے نزدیک حلال ہیں۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 339، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کبھی شکل و صورت میں مشابہت کی وجہ سے ایک چیز کا نام دوسری کے نام پر رکھ دیا جاتا ہے، حالانکہ حقیقتاً ویسی نہیں ہوتی، جیسا کہ بام مچھلی کو پانی کا سانپ کہتے ہیں۔ اس کے متعلق کلام کرتے ہوئے امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "(اسے) ہندی میں بام کہتے ہیں۔ جاحظ نے کہا کہ وہ پانی کا سانپ ہے، یعنی صورۃً نہ کہ حقیقتاً، بعض نے کہا وہ سانپ اور مچھلی کے جوڑے سے پیدا ہے۔۔۔ اور صحیح یہ کہ یہ بھی بے ثبوت ہے، بلکہ وہ سانپ سے جدا ایک خاص نوعِ ماہی ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 325، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

2012ء میں دار الذہبیہ، قاہرہ سے کتابی صورت میں چھپنے والی ایک تحقیق میں Stingray کو مچھلی کی اقسام میں شمار کرتے ہوئے چمگادڑ کہنے کی وجہ کچھ یوں بیان کی گئی ہے: "یوجد نوع من السمک یشبه الخفاش فی شکله، لذلک اطلق علیه السمک الخفاش" ترجمہ: مچھلی کی ایک قسم ایسی بھی پائی جاتی ہے جو شکل میں چمگادڑ کے مشابہ ہوتی ہے، اسی وجہ سے اس مچھلی کو چمگادڑ (بھی) کہا جاتا ہے۔"

(من عجائب الخلق فی عالم الاسماک، صفحہ 116، الدار الذھبیہ، قاھرہ)

**واللہ اعلم** عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

**کتبـــــــــــــــــــہ**

**مفتی محمد قاسم عطاری**

18 جمادی الثانی 1443ھ/22 جنوری 2022ء

# حرام چیزوں سے بنی دوا کھانا یا جسم پر لگانا کیسا؟

(دعوتِ اسلامی) دارُالافتاء اہلسنّت
Darul Ifta AhleSunnat

1

ریفرنس نمبر: Sar 7057 تاریخ: 09-09-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض حکیم حضرات اپنی کچھ دیسی دواؤں میں سانپ اور کیڑے استعمال کرتے ہیں اور کچھ ادویات میں سانپ کی کینچلی یعنی وہ سفید جالی نُماشفاف جھلی جو اُتر جاتی ہے، ڈالتے ہیں، تو کیا ایسی ادویات کا کھانا یا ظاہر بدن پر استعمال کرنا شرعاً جائز ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سانپ اور کیڑے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا اور دوسرے وہ جن میں بہنے والا خون ہوتا ہے، دونوں کا کھانا حرام ہے، لہذا جس کھانے والی دوا میں انہیں ڈالا گیا ہو، اس دوا کا کھانا بھی حرام ہے، البتہ جن سانپوں اور کیڑوں میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، انہیں اگر ایسی دوا میں ڈالا جائے جس کا استعمال فقط ظاہر بدن پر ہو، کھانے میں نہ ہو تو وہ دوا ظاہر بدن پر لگانا، جائز ہے، کیونکہ جس سانپ یا کیڑے میں خون نہیں ہوتا ان کا کھانا تو حرام ہی ہے، لیکن چونکہ وہ خود ناپاک نہیں ہوتے، اس لیے وہ جس دوا میں ڈالے جائیں گے وہ بھی ناپاک نہیں ہوگی، پاک ہی رہے گی اور پاک چیز کا ظاہر بدن پر استعمال جائز ہے، جیسے افیون کھانا حرام ہے، لیکن بطورِ دوا ظاہرِ بدن پر لگانا، جائز ہے اور وہ سانپ، کیڑے جن میں بہنے والا خون ہوتا ہے، وہ حرام بھی ہیں اور ناپاک بھی، لہذا اگر یہ کسی دوا میں ڈالے جائیں، تو وہ اس دوا کو ناپاک کر دیں گے، کیونکہ ناپاک چیز جب پاک چیز سے ملتی ہے، تو پاک کو بھی ناپاک کر دیتی ہے اور ناپاک چیز کا ظاہر بدن پر استعمال جائز نہیں ہے کہ اس سے بدن بھی ناپاک ہو جائے گا۔

سانپ کی جھلی یعنی کینچلی (وہ سفید جالی نماشفاف جھلی یا پوست جو سانپ کی جلد پر ہوتی ہے۔) جس دوا میں شامل ہو، اسے کھانا، جائز نہیں کہ یہ حرام ہے، لیکن ظاہر بدن پر لگا سکتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ پاک ہے اور پاک چیز ظاہر بدن پر لگانا، جائز ہے۔

حشرات الارض کا کھانا حرام ہے، اس بارے میں امام محمد بن احمد سرخسی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: "والمستخبث حرام بالنص لقوله تعالی: ﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ ولهذا حرم تناول الحشرات، فإنها مستخبثة طبعا، وإنما أبيح لنا أكل الطيبات" ترجمہ: اور خبیث چیز نص کی بنا پر حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے (اور نبی لوگوں پر خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں) اور اسی وجہ سے حشرات کا کھانا حرام ہے، کیونکہ یہ طبعاً خبیث ہیں، جبکہ ہمارے لیے پاکیزہ چیزوں کو کھانا حلال کیا گیا ہے۔

(مبسوط، کتاب الصید، ج 11، ص 220، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

امام محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: "وأما حرمة أكل ما ليس له دم غير مسفوح غير السمك والجراد وإن كان طاهرا على ما مر....ولا يلزم من ذلك النجاسة" ترجمہ: اور جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، ان کا کھانا حرام ہے، سوائے مچھلی اور ٹڈی کے (کیونکہ مچھلی اور ٹڈی حلال ہیں)، اگرچہ یہ حشرات پاک ہیں۔ اس کے مطابق جو پیچھے گزرا اور کھانے کے حرام ہونے سے ان کا ناپاک ہونا لازم نہیں آتا۔

**(البنایہ، کتاب الطھارات، باب فی الماء الذی یجوز بہ الوضوء ج01، ص391، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)**

علامہ عبد الغنی الدمشقی الحنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: "لا يحل أكل الحشرات كلها أي المائي والبري كالضفدع والسلحفاة والسرطان والفأر (ملتقطا)" ترجمہ: تمام حشرات کا کھانا حرام ہے، خواہ وہ حشرات تری کے ہوں یا خشکی کے۔ جیسے مینڈک، کچھوا، کیکڑا اور چوہا۔ **(اللباب فی شرح الکتاب، ج3، ص230، المکتبۃ العلمیہ، بیروت)**

اور جن حشرات میں بہنے والا خون نہ ہو، ان کے پاک ہونے کے بارے میں صحیح بخاری میں ہے: "قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذاوقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ثم لينزعه فان في احدى جناحيه داء والاخرى شفاء" ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں گر جائے، تو چاہیے کہ وہ اسے غوطہ دے پھر اسے نکال دے، کیونکہ اس کے دو پروں میں سے ایک میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء ہے۔

**(صحیح بخاری مع عمدۃ القاری، کتاب بدء الخلق، ج15، ص274، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)**

مذکورہ بالا حدیث کے تحت علامہ علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری لکھتے ہیں: "فيه دليل على أن الذباب طاهر وكذلك أجسام جميع الحيوانات الا مادل عليه السنة، وفيه دليل على أن مالا نفس له سائلة اذا مات في ماء قليل أو شراب لم ينجسه" ترجمہ: اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ مکھی پاک ہے اور اسی طرح تمام حیوانات کے اجسام (بھی پاک ہیں) سوائے اس کے جس کے ناپاک ہونے پر سنت (دلیل) وارد ہوئی اور حدیث میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ جس میں بہتا ہوا خون نہ ہو جب وہ قلیل پانی یا کسی مشروب میں مر جائے تو اسے ناپاک نہیں کرے گی۔

**(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصید والذبائح، باب ما یحل أکلہ وما یحرم، ج08، ص44، مطبوعہ کوئٹہ)**

فتاوی عالمگیری میں ہے: "وسؤر ماليس له نفس سائلة مما يعيش في الماء أو غيره طاهر......وموت ماليس له نفس سائلة في الماء لا ينجسه كالبق والذباب والزنابير والعقاريب ونحوها" ترجمہ: اور جس میں بہتا خون نہ ہو اس کا جوٹھا پاک ہے، خواہ وہ پانی میں رہتا ہو یا خشکی پر.....اور اسی طرح جس میں بہتا خون نہ ہو اس کا پانی میں مرنا پانی کو ناپاک نہیں کرتا، جیسے مچھر، مکھی، بھڑ اور بچھو وغیرہا۔ **(فتاوی عالمگیری، کتاب الطھارۃ، الباب الثالث، الفصل الثانی، ج01، ص24، مطبوعہ کوئٹہ)**

اور بہتے خون والے حشرات کے ناپاک ہونے کے بارے میں تحفۃ الفقہاء میں ہے: "إذا كان له دم سائل فإن كان بريا

ینجس بالموت وینجس المائع الذی یموت فیه لأن الدم السائل نجس فینجس ما یخالطه "ترجمہ: جس میں بہتا خون ہو اگر وہ خشکی پر رہنے والا ہے، تو وہ مرنے سے ناپاک ہو جائے گا اور اس مائع (بہنے والی چیز) کو بھی ناپاک کر دے گا، جس میں وہ مرا ہے، کیونکہ بہنے والا خون ناپاک ہوتا ہے اور وہ اسے بھی ناپاک کر دیتا ہے جو اس کے ساتھ ملتا ہے۔

(تحفة الفقهاء، کتاب الطهارة، باب النجاسات، ج1، ص62، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ردالمحتار میں ہے: "أن الحیة البریة تفسد الماء اذا ماتت فیه، ومقتضاه أنها نجسة......ان لها دم والا لأی: وان لم یکن للضفدع البریة والحیة البریة دم سائل فلا یفسد......اذا کانت صغیرة جدا بحیث لا یکون لها دم سائل، لأنها حینئذ لا تفسد الماء فتکون طاهرة "ترجمہ: خشکی کا سانپ جب پانی میں مر جائے، تو اسے فاسد کر دیتا ہے اور عبارت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ یہ پانی ناپاک ہے.... جبکہ خشکی پر رہنے والے سانپ میں خون ہو ورنہ وہ پانی ناپاک نہیں یعنی: اگر خشکی کے مینڈک اور خشکی کے سانپ میں خون نہ ہو، تو وہ پانی میں مرنے سے پانی کو ناپاک نہیں کریں گے..... جب سانپ اتنا چھوٹا ہو کہ اس میں بہنے والا خون نہ ہو، تو وہ پاک ہے، کیونکہ وہ پانی میں مرنے کی صورت میں پانی کو فاسد نہیں کرتا۔

(ردالمحتار، کتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء ج01، ص290-367، مطبوعہ کوئٹہ)

نجس چیز کے پاک چیز کے ساتھ ملنے کی صورت میں پاک چیز کو بھی ناپاک کر دینے کے بارے میں فتح القدیر اور تبیین الحقائق میں ہے: "والشیء ینجس بمجاورة النجس "ترجمہ: پاک چیز ناپاک چیز کے ملنے سے ناپاک ہو جاتی ہے۔

(فتح القدیر، کتاب الطهارات، ج01، ص204، مطبوعہ کوئٹہ۔ تبیین الحقائق، باب الأنجاس، ج01، ص199، لاهور)

پاک چیز کا نجاست کے حکم کو حاصل کرنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "هو اکتساب الطاهر حکم النجاسة عند لقاء النجس وذلک یحصل فی الطاهر المائع القلیل بمجرد اللقاء وان کان النجس یابسا لا بلة فیه وفی الطاهر الغیر المائع بانتقال البلة النجسة الیه فلا بد لتنجیسه من بلة تنفصل" ترجمہ: پاک چیز کا ناپاک چیز سے صرف ملنے پر ہی ناپاک ہو جانا اس صورت میں ہوتا ہے، جبکہ پاک چیز مائع اور قلیل ہو اور یہ ناپاک ہونا دونوں کے صرف مل جانے سے ہو جائے گا، اگرچہ نجس چیز خشک ہو، اس میں تری نہ ہو، جبکہ پاک چیز اگر مائع نہ ہو یعنی ٹھوس ہو، تو وہ تب ناپاک ہو گی، جبکہ ناپاک شے سے کوئی تری جدا ہو کر اس تک پہنچ جائے۔

(فتاوی رضویہ، ج02، ص163، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاهور)

حرام اشیاء کو بطورِ دوا کھانے کے ناجائز ہونے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إن اللہ أنزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء فتداووا ولا تداووا بحرام "ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں کو نازل کیا ہے اور ہر بیماری کے لیے دوا رکھی ہے، لہٰذا ان دواؤں سے علاج کرو، لیکن حرام چیزوں سے بچو۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الادویة المکروهة، ج02، ص174، مطبوعہ لاهور)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:" إن اللہ لم يجعل شفاء كم فيما حرم عليكم "
ترجمہ: بے شک اللہ عزوجل نے تمہاری شفاء ان اشیاء میں نہیں رکھی جو تم پر حرام کی گئیں ہیں۔
(صحیح بخاری، کتاب الاشربۃ، باب شراب الحلواء والعسل، ج02، ص840، مطبوعہ کراچی)

محیط برہانی، بحر الرائق، تبیین الحقائق، فتاوی خانیہ، ہندیہ اور در مختار وغیرہا کتب اسفار میں ہے: واللفظ للدر المختار " لایجوز التداوی بالمحرم فی ظاھر المذھب "ترجمہ: ظاہر المذہب میں حرام چیز کے ساتھ علاج حرام ہے۔
(درمختار مع ردالمحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج04، ص390، مطبوعہ کوئٹہ)

حرام نجس وغیر نجس چیز کے ظاہر بدن پر استعمال کرنے کے حکم کے بارے میں امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "شراب حرام بھی ہے اور نجس بھی، اس کا خارج بدن پر بھی لگانا، جائز نہیں اورافیون حرام ہے نجس نہیں، خارج بدن پر اس کا استعمال جائز ہے۔"
(فتاوی رضویہ، ج24، ص198، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

سانپ کی جھلی کے پاک ہونے کے بارے میں محیط برہانی میں ہے: " فأما قميص الحية فقد ذكر شمس الأئمة الحلواني رحمه الله في «صلاة المستفتي» قال بعضهم: هو نجس، (وقال بعضهم) هو طاهر. وأشار إلى أن الصحيح أنه طاهر "ترجمہ: بہر حال سانپ کی قمیص (جھلی) تو شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے (صلاۃ المستفتی) میں ذکر فرمایا کہ بعض فقہاء نے فرمایا کہ یہ ناپاک ہے اور بعض نے فرمایا کہ یہ پاک ہے اور اس طرف اشارہ کیا کہ صحیح یہ ہے کہ پاک ہے۔
(المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی، ج01، ص474، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

فتاوی عالمگیری میں ہے: " قمیص الحیۃ الصحیح انہ طاھر "ترجمہ: سانپ کی قمیص (جھلی، کینچلی) صحیح یہ ہے کہ پاک ہے۔
(فتاوی عالمگیری، کتاب الطھارۃ، الفصل الثانی، ج01، ص46، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

**کتبــــــــــــہ**

**المتخصص فی الفقہ الاسلامی**

**عبدالرب شاکر عطاری مدنی**

**20 محرم الحرام 1442ھ 09 ستمبر 2020ء**

**الجواب صحیح**

**مفتی محمد قاسم عطاری**